52

اپریل
۲۰۲۳ء

ماہنامہ

ارمغان

ولی اللہ

ARMUGHAN, PHULAT, پھلت ضلع مظفر نگر
MUZAFFAR NAGAR-251201, (U.P.)
www.armughan.net

ماہنامہ
ولی اللہ

ارمغان

جلد ۳۲ شمارہ ۴ اپریل ۲۰۲۴ء مطابق رمضان ۱۴۴۵ھ

سر پرست :
حضرت مولانا محمد کلیم صد یقی

مدیر
وصی سلیمان ندوی

مجلس مشاورت
☆ مولانا محمد طاھر ندوی
☆ مولانا محمد اقبال قاسمی
☆ مفتی محمد ھا رون مظاھری

پتہ
دفتر ارمغان
پُھلت ضلع مظفر نگر
Phulat, Distt. Muzaffar Nagar
251201 (U.P.) INDIA
Mob : +91-9528157338
9548893624 , 9412411876
e-mail : arm313@gmail.com
armuganphulat@yahoo.com
Website: www.armughan.net

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں
ہر قسم کی چارہ جوئی کیلئے مظفرنگر کی عدالت سے رجوع کیا جائے

سرکولیشن انچارج: محمّد حنیف قاسمی
سرکولیشن منیجر : عبدالقدیر انصاری
مشیر اعزازی: ایوب بھائی بارڈولی والے

چیف رپورٹر : محمد ادریس قریشی
مشیر قانونی : امجد علی ایڈوکیٹ
موبائیل : 9897354040

زرتعاون

❖ فی شمارہ 25 روپے ❖ سالانہ 300 روپے ❖ سالانہ رجسٹرڈ ڈاک سے 500 روپے
❖ اعزازی تعاون 1000 روپے ❖ بیرونی ممالک سے 30 امریکی ڈالر ❖ لائف ممبرشپ 8000 روپے (برائے ۲۰ سال)

پرنٹر پبلشر محمد ادریس قریشی نے ڈیلکس پریس راج مارکیٹ مظفرنگر سے چھپوا کر جمعیت شاہ ولی اللہ کیلئے پھلت ضلع مظفرنگر سے شائع کیا
(مدیر: وصی سلیمان ندوی)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرس

☆	(اداریہ)	وصی سلیمان ندوی	۳
☆	رمضان المبارک کی قدردانی	مولانا محمد کلیم صدیقی	۵
☆	مرحبا ماہ صیام السلامُ السلام	جناب سرفراز بزمی	۱۰
☆	رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے فضائل	مولانا محمد اللہ خلیلی قاسمی	۱۱
☆	...شب قدر (نظم)	جمیل اختر شفیق	۱۴
☆	اعتکاف،حقیقت،حکمت اور فضائل	مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی	۱۵
☆	شب قدر،ایک عظیم رات	مولانا رفیع الدین حنیف قاسمی	۱۸
☆	کامیابی کی کلید	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۲۱
☆	امام الہند حضرت شاہ عبدالعزیزؒ	حضرت مولانا نورالحسن راشد کاندھلوی	۲۴
☆	اصلاح معاشرہ،قرآنی تعلیمات کی روشنی میں	مولوی سالم فاروق ندوی	۲۹
☆	مسلم علاقوں کا فوڈ کلچر....	جناب علم اللہ صاحب	۳۳
☆	خبروں کی دنیا	محمد سعد ادریس قریشی قاسمی	۳۶
☆	فقہی مسائل	مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی	۳۷
☆	کتاب نما	مولانا محمد حنیف قاسمی	۳۹
☆	آخری صفحہ	مولانا محمد کلیم صدیقی	۴۰

اس دائرہ میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت **اپریل** سے ختم ہورہی ہے،رسالہ کو مسلسل جاری رکھنے کے لئے دفتر کو اطلاع دیں یا فوراً رقم ارسال فرمائیں۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اداریہ

رمضان کی نیکی اس کے بعد بھی جاری رہنی چاہیے

پڑوسی ملک کے ایک مشہور صاحبِ قلم اشفاق احمد لکھتے ہیں:

می وا (Miwa) نامی ایک جاپانی لڑکی میری آفس کولیگ تھی۔ رمضان شروع ہوا تو کہنے لگی یہ جو تم رمضان کا پورا مہینہ صبح سے شام تک بھوکے پیاسے رہتے ہو اس سے تمہیں کیا ملتا ہے؟

میں نے اسے بتایا کہ روزہ ایک عبادت ہے اور یہ صرف بھوکے پیاسے رہنے کا نام نہیں ہے، بلکہ روزے کے دوران جھوٹ نہ بولنا، ایمان داری سے اپنا کام کرنا، پورا تولنا، انصاف کرنا وغیرہ وغیرہ اور تمام برے کاموں سے بھی بچنا ہوتا ہے۔

وہ بڑی سنجیدگی سے بولی: آپ کے تو مزے ہیں، ہمیں تو سارا سال ان کاموں سے بچنا ہوتا ہے۔ اور آپ کو بس ایک مہینہ!

اشفاق احمد صاحب کا یہ تجربہ اپنے اندر کئی جہات رکھتا ہے، لیکن اس میں یہ طنز بھی بہر حال موجود ہے کہ رمضان میں ہماری مسجدیں، نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے تنگ پڑ جاتی ہیں، اور رمضان کے بعد وہی مسلمان ہوتے ہیں اور وہی مسجدیں، مگر وہ مرثیہ خواں ہوتی ہیں کہ ان کے وہ صاحب اوصاف نمازی کہاں گئے؟ یہی صورت حال بعض دوسرے دینی کاموں کی بھی ہوتی ہے

رمضان المبارک ہر سال پورے ایک مہینہ کے لئے اپنی تمام تر رحمتوں، برکتوں اور مغفرتوں کا سرچشمہ لے کر ہمارے بیچ جلوہ فگن ہوتا ہے، اور ہمارے اندر دینی، روحانی، عملی اور ایمانی طور پر اتنی بلندی پیدا کر دیتا ہے، کہ ہم فرشتوں کے ہم پلہ اور ہم سایہ بن جاتے ہیں۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں اعمال کا درجہ بڑھا دیا جاتا ہے۔ شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں اور ہر طرف رحمتوں کا نور چھایا ہوتا ہے۔ یہ مہینہ ایک مسلمان کی زندگی میں ٹریننگ پیریڈ کی حیثیت سے کام کرتا ہے، جہاں پر ایک مسلمان کو ایک مہینے کے اندر باقی مہینوں کے لیے تیار کیا جاتا ہے، اس کے اعمال اور اس کی ایمانی قوت کو بڑھا دیا جاتا ہے، اور اس کے اندر کے نفس کے شیطان کو بند کیا جاتا ہے، اور ایمان کی صلاحیت پروان چڑھائی جاتی ہے۔ اس مہینے کا ہر ایک لمحہ رحمت، مغفرت اور جہنم سے چھٹکارے کے تصور سے پرنور رہتا ہے، جب شیطان بند ہوتے ہیں تو انسان اپنی ایمانی صلاحیت کو نکھارتا ہے، قرآن کی تلاوت کا اہتمام کرتا ہے، فرض نمازوں اور نوافل کی ادائیگی میں زیادہ دل چسپی لیتا ہے، اس مہینے میں ایک روزے دار سحری اور افطاری کرتا ہے اور دن بھوکا رہتا ہے، دن میں گرمی کی شدت سے پیاس برداشت کرتا ہے، تو اس کے نتیجہ میں اس کے اندر انسانی غم خواری اور باہمی ہمدردی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، اور اس پر مسلسل عمل کرنے سے تقویٰ کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ قران کریم کی زبان میں یہی روزے کی فرضیت کا اصلی مقصد ہے۔ ماہ رمضان المبارک کی غرض یہی ہے کہ انسان اپنے نفس پر قابو پالے، اللہ کی ربوبیت کو اقرار کرے، اللہ تعالی کے ہر حکم پہ سربسجود ہو کر شیطان کی اتباع، اور اس کے ذریعہ ورغلائے ہوئے بد اخلاقی کے کاموں سے منہ موڑ لے۔ اور یہ خصوصیات وامتیازات، اور یہ سارے نیک کام اس کی مستقل زندگی کا لازمہ بن جائیں، اور اس کی ایمانی اور اسلامی پہچان سمجھے جانے لگیں۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

لیکن عموماً ایسا ہوتا ہے کہ جہاں ماہ رمضان المبارک کے مہینے میں مساجد آباد ہوتی ہیں، قرآن کی تلاوت عام ہوتی ہے، نوافل اور صدقہ کا اہتمام ہوتا ہے، نیکیوں کی فصل بہار، اور ہمدردی وغم خواری کی برسات ہوتی ہے، وہیں رمضان المبارک کے بعد مساجد پھر سے خالی ہونے لگتی ہیں، قرآن کو پھر سے طاقوں پر سجادیا جاتا ہے اور الماریوں کی زینت بنا دیا جاتا ہے، اور نوافل تو دور کی بات ہے، فرض نمازوں کا بھی اہتمام نہیں کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ صورت حال ماہ رمضان مبارک کے مقصد اور اس کی غرض کے خلاف ہے، تقویٰ کے حصول کے بعد مسلمانوں سے اسلام کا جو مطالبہ ہے، یہ اس روح کے خلاف ہے۔

ماہ رمضان، مبارک اس لئے ہے کہ انسان باقی گیارہ مہینوں میں اپنی زندگی کو اسی طرح سے گزارے، جس طرح رمضان المبارک کے مہینے میں گزار رہا تھا۔ رمضان المبارک، قرآن کے جشن شاہی کا مہینہ ہے، اس میں تمام مسلمان تلاوت اور تراویح کا اہتمام کرتے ہیں، اور درس قرآن کے حلقے سجاتے ہیں، اس لئے امت مسلمہ کے ہر فرد کے اندر یہ جذبہ پیدا ہو جانا چاہیے کہ ہمیں پوری دنیا میں قرآن کی دعوت لے کر اٹھنا ہے اور پوری دنیا پر چھا جانا ہے۔ اس مہینے میں درود شریف کی کثرت ہوتی ہے، اور پیغمبر اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہوتا ہے، جن کے احسانات کی بدولت ہمیں یہ مہینہ میسر ہوا، اس لئے یہ عہد کیا جانا چاہئے کہ اپنے نبی ﷺ کے دینی دعوتی مشن کو آگے بڑھانا ہے اور دنیا میں امن وشانتی کا درس دینا ہے۔ اس مہینے میں صدقہ وخیرات کی کثرت ہوتی ہے، اور مجبوروں، بے کسوں، یتیموں اور ضعیفوں کے لئے ہمارے دل میں ہمدردی ہوتی ہے، تو کوشش ہونی چاہئے کہ جذبہ خیر ہمیں پورے سال بے چین رکھے۔

ہمیں عہد کرنا چاہئے کہ رمضان المبارک کے بعد بھی اپنی مسجدوں کو اسی طرح آباد کرنے کی کوشش کریں گے، جس طرح ماہ رمضان المبارک میں ہم نماز کا اہتمام کرتے تھے۔ اگر ایک انسان کی زندگی ماہ رمضان مبارک کے اس نورانی اور روحانی ماحول کے بعد بھی نہ بدلی، تو پھر محاسبہ کرنا چاہیے، کہ کہیں ہم ان لوگوں میں شامل تو نہیں ہیں، جن کے لیے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کیا تھا اور حضرت جبرئیل جو کہ فرشتوں کے سردار ہیں، نے بددعا کی تھی: کہ جس نے ماہ رمضان المبارک پایا اور پھر بھی وہ اپنے گناہوں کو معاف نہ کرو اسکا تو وہ شخص ہلاک ہو۔ اللہ ہم سب کو اس بددعا سے بچائے۔ (آمین)

ایک شخص جس طرح روزے کی حالت میں ان تمام چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے جن کو شریعت نے وقتی طور پر ممنوع قرار دیا ہے، یہ دراصل اس بات کی مشق ہے کہ جس طرح ہم لوگ رمضان میں ان چیزوں سے رکے رہے، اور شریعت کی پابندی کی، ویسے ہی رمضان کے بعد بھی اُن تمام چیزوں سے رکے رہنا ہم سب کی ذمہ داری ہے، جن کو شریعت نے مستقل طور پر حرام قرار دیا ہے۔

ماہ رمضان المبارک میں ہمارے اندر جو تبدیلیاں آئی ہیں، جن نیکیوں کی ہم نے عادت ڈالی ہے، جن برائیوں سے ہم نے بچنے کی مشق کی ہے، ماہ رمضان کے بعد بھی ان سرگرمیوں کو جاری رکھنا ہے۔ اپنی زندگی میں جو تبدیلیاں ہوئی ہے ان کی حفاظت کرنی ہے۔ اگر کوئی ماہ رمضان المبارک سے پہلے غلط کاموں میں پھنسا ہوا تھا، پھر ماہ رمضان المبارک آنے کے بعد اس نے چھوڑ دیا اور پھر اس ماہ مبارک کے بعد ان کاموں کا دوبارہ سے اس نے اہتمام کیا، تو یاد رکھنا چاہئے کہ رمضان المبارک میں بھوک اور پیاس اور رات میں نیند حرام کرنے کے علاوہ اسے اور کچھ حاصل نہیں ہوا ہے۔ کیونکہ یہ سوال تو بہر حال قائم ہے کہ بھوک، پیاس اور برائیوں سے رکنے کا یہ روزہ، جو ہم نے رمضان میں رکھا ہے، صرف ایک ماہ کے لئے ہے، یا ان خوبیوں کو پوری زندگی اپنائے جانے کی ضرورت ہے۔

وصی سلیمان ندوی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

رمضان المبارک کی قدردانی

مولانا محمد کلیم صدّیقی

ہرانسان کی یہ فطری خواہش ہوتی ہے کہ اللہ کی جو نعمتیں اس کو میسر ہیں ان میں برکت اور اضافہ ہوتا رہے اور وہ نعمت اس سے چھین نہ لی جائے۔ نعمت میں اضافہ اور برکت کے لئے اور نعمت کو ضائع ہونے سے بچانے کے لئے منعم حقیقی اور رب کائنات نے یہ ضابطہ ارشاد فرمایا ہے:

واذ تاذن ربکم لئن شکرتم لا زیدنکم، ولئن کفرتم ان عذابی لشدید.

اور جب تمہارے رب نے اعلان کردیا کہ اگر تم شکرو گے تو میں اور بڑھادوں گا اور اگر ناشکری کروگے تو بے شک میرا عذاب سخت ہے

شکرِ نعمت پر نعمت میں اضافہ اور کفران نعمت پر اللہ کی پکڑ سخت ہونے کا اعلان بالکل فطری اور ضابطہ کے مطابق ہے، ناشکری پر اللہ کے غصہ اور پکڑ کے تین درجے ہیں:

پہلا درجہ یہ ہے کہ کفران نعمت کے وبال میں نعمت چھین لی جائے۔

دوسرا درجہ نعمت کے چھین لینے سے زیادہ ہے کہ نعمت موجود ہے مگر نعمت کا فائدہ اٹھانے کی توفیق نہیں رہتی۔

اور تیسرا سب سے زیادہ سخت ہے کہ نعمت کا فائدہ ہونے کے بجائے ناقدری کی وجہ سے نعمت کا نقصان ہوجاتا ہے اور گویا نعمت، زحمت بن جاتی ہے۔

نعمت کے شکر کا ایک درجہ یہ ہے کہ بندہ زبان سے اللہ کا شکر اور حمد کرے ہر نعمت کے ملنے کے احسان میں الحمد للہ کہے۔

اس کے آگے دوسرا درجہ یہ ہے کہ منعم کی احسان مندی اور آخری درجہ میں شکر کی کیفیت اس قدر پیدا ہوجائے جو بندے کو نافرمانی سے روک دے۔

اور شکر کا سب سے اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اللہ کی دی ہوئی نعمت کو اس کی مرضی کے مطابق قدردانی کے ساتھ استعمال کرے۔ بنانے والے اور دینے والے کی مرضی کے مطابق نعمت کا استعمال اس کی حقیقی قدردانی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کائنات کے خالق ہیں اور بندوں کی ہر چیز ان کی عطا ہے۔ دنیا کی تمام مخلوقات اور نعمتوں کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے بنایا ہے لیکن ان چیزوں کے نفع اور نقصان کا دارومدار اس بات پر ہے کہ انسان اس کو اپنے لئے کس طرح استعمال کرتا ہے۔

یہ عام ضابطہ ہے کہ ہر بنانے والا کسی چیز کو جس مقصد کے لئے بناتا ہے وہ مقصد اور نفع حاصل کرنے کے لئے اس کے استعمال کا قاعدہ اور ضابطہ بھی متعین کرتا ہے اور اسی ضابطہ پر اس کے نفع کا انحصار ہوتا ہے، اس ضابطہ کی خلاف ورزی کرنے سے فائدہ کے بجائے نقصان ہونے لگتا ہے۔ مثال کے طور پر مختلف فیکٹریاں گاڑیاں اور کاریں بناتی ہیں، جن کے ذریعہ انسان بڑی عافیت کے ساتھ لمبے سفر کی مسافت جلدی طے کرلیتا ہے۔ اللہ کی اس نعمت میں بنانے والوں نے ایک ضابطہ مقرر کردیا ہے کہ یہاں ڈرائیور بیٹھے گا یہاں سواریاں بیٹھیں گی، یہاں پٹرول اور یہاں پانی ڈالا جائے گا، اگر سامنے راستہ صاف ہو تو ایکسی لیٹر دبا کر گاڑی کی رفتار بڑھائی جائے گی اور اگر سامنے سے کوئی دوسری گاڑی آرہی ہو یا کوئی اور رکاوٹ ہو تو بریک لگائے جائیں گے اور ضرورت کے مطابق گاڑی کو روکا یا سست رفتار کیا جائے گا۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ان ضوابط کی جب بھی خلاف ورزی کی جائے گی نقصان یقینی ہوگا، مثال کے طور پر کہیں بھیڑ ہے اور ٹریفک زیادہ ہے اور ضابطہ کے اعتبار سے آپ کو گاڑی روکنی ہے، لیکن آپ نے ایکسی لیٹر پر پاؤں دبا کر ریس مزید بڑھادی تو ایسا خطرناک ایکسی ڈنٹ ہونے کا اندیشہ ہے جس سے آپ کا زندگی کا سفر ختم ہوجائے گا لہٰذا وہی گاڑی جو ایک نعمت تھی، ضابطہ کی خلاف ورزی کی وجہ سے ذریعہ ہلاکت بن گئی۔

اسی طرح ساری بندوقیں اس لئے بنائی جاتی ہیں کہ آدمی اپنی جان کے دشمنوں سے اپنی حفاظت کرے، بنانے والوں نے اس کے لئے یہ ضابطہ بنایا ہے کہ آپ کو دشمن سے خطرہ ہو تو بندوق میں گولی ڈالئے اور نال کو دشمن کی طرف کرکے فائر کیجئے، آپ کا دشمن وہیں ڈھیر ہوجائے گا اور آپ کی جان محفوظ رہے گی۔ لیکن اگر کوئی شخص اس ضابطہ کی خلاف ورزی کرکے فائر کردے۔ تو وہی بندوق جو جان کی حفاظت کے لئے خریدی گئی تھی خود اسی کی ہلاکت کا ذریعہ بن جائے گی۔ اس لئے کہ اس میں اس کے ضابطہ استعمال کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔

جس طرح دنیا کی چیزوں میں ضابطہ اور قاعدہ جاری ہے اسی طرح خالق کائنات اور منعم حقیقی نے دنیا کی تمام مخلوق اور اشیاء میں جو انسانوں کو بطور نعمت عطا کی گئی ہیں ان کے استعمال کا ایک قاعدہ مقرر کیا ہے اگر ان ضوابط کی رعایت رکھی جائے گی تو اس نعمت کا فائدہ ہوگا اور اس میں برکت ہوگی اور یہ نعمت کا شکر بھی ہوگا اور اگر ضابطوں کے مطابق انسان نعمتوں کو استعمال نہیں کرے گا تو یہ کفر ان نعمت بھی ہوگا اور یہ نعمت انسان کے لئے زحمت بھی بن جائے گی۔

آنکھ اللہ کی ایک نعمت ہے ایک معمولی درجہ کے غریب انسان سے اگر کہا جائے کہ آپ کے پاس دو آنکھیں ہیں آپ کا کام ایک آنکھ سے بھی چل سکتا ہے اس لئے آپ دو کروڑ روپئے لے کر ایک آنکھ مجھے دیدیں تو کوئی صاحبِ عقل انسان اس کے لئے تیار نہ ہوگا۔ اتنی قیمتی آنکھ اللہ نے بلا طلب ہمیں عطا فرمائی ہے، اس کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے ایک ضابطہ اور قاعدہ مقرر کردیا ہے اسی کے مطابق آنکھ کا استعمال کیا جانا چاہئے۔

مثال کے طور پر حدیث میں آیا ہے کہ ایک مطیع بیٹے کی اپنے والد کی طرف محبت کی ایک نگاہ مقبول حج کا ثواب رکھتی ہے کسی صحابی نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اگر کوئی روازانہ سو بارہ دیکھے؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے خزانے میں کوئی کمی نہیں سو مقبول حج کا ثواب ملے گا۔

اس کے برخلاف نامحرم کو یا کسی کا ستر دیکھنے سے منع فرمایا ہے، اور اس کے لئے آنکھ کو گرم سلاخوں سے داغ دیئے جانے کی وعید ارشاد فرمائی گئی ہے۔ باپ کو دیکھنے پر مقبول حج کا ثواب اس لئے ہے کہ آنکھ کا استعمال بنانے والے کے ضابطہ کے مطابق کیا گیا ہے اور نامحرم کو دیکھنے پر سزا اس لئے ہے کہ اس کا استعمال بنائے گئے ضابطے کے خلاف کیا گیا ہے، اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نعمت کے نفع اور برکت کا دارومدار یا اس نعمت کے نقصان کا دارومدار اس نعمت کو اللہ کی مرضی کے مطابق یا اس کے خلاف استعمال کرنے پر ہے۔

ایمان بھی درحقیقت اس عہد کا نام ہے کہ کلمہ پڑھ کر آدمی اس کا عہد کرے کہ ہر نعمت کا استعمال اللہ کی مرضی کے مطابق اس طرح کروں گا جس طرح اللہ نے اپنے رسول کے واسطے سے اس کے استعمال کا طریقہ بتایا ہے۔

اللہ کی طرف سے بندوں پر جو انعامات مسلسل بارش کی طرح برستے ہیں اور جن کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہے: وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها (اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنے لگو تو ان کو شمار نہیں کرسکتے)

ان تمام انعامات میں سب سے بڑی نعمت قرآن کریم ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ جہاں اللہ نے سورۂ رحمٰن میں اپنی خاص نعمتوں کا تذکرہ فرمایا ہے وہاں ہر نعمت کے ذکر کے ساتھ فبأیّ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

آلاء ربکما تکذبان (تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤگے) فرمایا گیا ہے، یعنی ہم نے تم کو یہ ساری نعمتیں جو عطا فرمائی ہیں ان میں سے کون کون سی نعمت کا انکار کروگے؟ اس ضمن میں اپنی صفتِ رحمٰن کی دلیل اور ثبوت کے طور پر جو نعمتیں شمار کرائی گئی ہیں ان میں سب سے پہلے اور بطور عنوان جس نعمت کا تذکرہ ہے وہ علم قرآن کی نعمت ہے۔ ارشاد ہے:

الرّحمٰن علّم القرآن (سورہ رحمن: ۱-۲) (وہ رحمٰن ہے، اس نے قرآن سکھایا)

اس نعمتِ قرآن کی شان دیکھئے کہ جس رات میں قرآن نازل ہوا، اس رات کو لیلة الجائزہ (انعام کی رات) قرار دیا اور اس رات کے ایک ہزار ماہ سے افضل ہونے کا شاہی اعلان کردیا گیا۔ اور جس مہینے میں قرآن نازل ہوا اس پورے مہینے کو عطائے شاہی کے جشن کا مہینہ قرار دیا اور پوری دنیا کی سردار امت کو اسے احکم الحاکمین کے دستور کے شاہی جشن کے طور پر منانے کا حکم دیا گیا، کسی بھی ملک کے دستور اور آئین کے نفاذ کے دن کو وہاں کا قومی دن شمار کیا جاتا ہے کیونکہ ضابطہ اور آئین واصول انسان کے لئے ذریعہ عافیت وسکون ہوتے ہیں، عارف باللہ حضرت مولانا محمد احمد پرتاب گڈھی کے بقول:

اگر آزاد ہم ہوتے نہ جانے ہم کہاں ہوتے
مبارک عاشقوں کے واسطے دستور ہوجانا

قرآن حکیم کی نعمتِ عظمیٰ کے اعزاز میں اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کے لئے پورے ماہ مبارک کو اپنی رحمت کا عظیم الشان جشن اور اپنی عطاو بخشش کا مہینہ قرار دے کر، امت کے گنہ گاروں اور ہر خاص وعام کے لئے اپنی رحمت کے دہانے کھول دیئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنی اس نعمت کا کس شان کے ساتھ ذکر فرمایا ہے:

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبیّنٰتِ من الھدیٰ والفُرقان فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ (گویا اللہ تعالیٰ یوں فرمارہے ہیں، واہ واہ! ہمارا رمضان کا مہینہ بھی کیا مہینہ ہے، جس میں ہم نے اپنی سب سے بڑی نعمت قرآن نازل فرمائی جو انسان کے لئے ہدایت ہے)

ایک سچے مسلمان اور اللہ کے فرماں بردار غلام پر فرض ہے کہ وہ بندگی کا حق ادا کرے اور بندگی کے حق کے طور پر اس ماہِ مبارک کی قدردانی کا حق یہ ہے کہ اس ماہ مبارک کو رب کریم کی عظیم نعمت سمجھ کر دل سے احسان مند ہو، اور اس کی مرضی کے مطابق اس نعمت کا استعمال کرے اور پورے ماہ مبارک کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انداز میں گذار کر قدردانی کا ثبوت پیش کرے، ایسا نہ ہو کہ اس عظیم الشان نعمت کی ناقدری سے ہم فائدہ اور اللہ کی رحمت کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے بجائے، اپنے لئے حرمان اور کم نصیبی کا سامان پیدا کرلیں۔

ماہ مبارک ہمارے اوپر اپنی تمام تر رحمتوں اور برکتوں کے ساتھ سایہ فگن ہے، ضروری ہے کہ اس کے اہتمام کے لئے چھوٹے چھوٹے چند امور پر توجہ کرلی جائے:

اول: ہم میں سے ہر ایک رمضان کے اعمال، تلاوت اور اذکار وغیرہ کے لئے وقت کو فارغ کرنے کی سعی کرے اور کچھ وقت نوافل ذکر وتلاوت کے لئے فارغ کرے۔

دوم: بہت احتیاط کے ساتھ کم ازکم اس ماہ مبارک کے لئے حلال روزی کا انتظام کرے، اگر خدانخواستہ ہم کسی ایسے روزگار سے متعلق ہیں جو شرعی اعتبار سے غلط یا مشتبہ ہے اور کوئی دوسرا روزگار نہیں مل رہا ہے، تو ماہ مبارک کے لئے کم ازکم حلال قرض لے لیں۔

سوم: ماہ مبارک کے بقیہ ایام میں اپنے نظام الاوقات کی پابندی کریں، مثلاً اتنی تلاوت ضرور کرنی ہے، اتنا کلمہ طیبہ ضرور پڑھنا ہے، اتنا استغفار روزانہ کرنا ہے، اتنا وقت دعا کے لئے خاص کرنا ہے، یہ مہینہ اللہ کے یہاں قبولیت کا ہے، جب ہمارے سارے کام بننے کا فیصلہ اللہ کے ہاتھ ہے تو پھر منظوری کے جشن کا یہ زمانہ ہاتھ سے جانے دینا بڑی محرومی کی بات ہے۔ دعا میں دل

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

لگنے اور باب دعا کے کھلنے کے لئے وقت متعین کر کے بہ تکلف کچھ دیر تک دعا کا معمول بنانا بہت مفید ہے، اس طرح جب آدمی تکلف کے ساتھ دعا کرتا رہتا ہے تو کریم آقا اسے مانگنا بھی سکھا دیتے ہیں خصوصا تہجد اور سحر گاہی کو تو مزے کی چیز سمجھنا چاہئے۔

چہارم: اس کا ارادہ کرے کہ اس مبارک مہینہ میں مجھے اپنی زندگی میں کچھ تبدیلی لانے کی کوشش کرنی ہے، کچھ خاص برائیاں اور منکرات جو زندگی میں داخل ہیں ان کو چھوڑنے کی، اور کچھ اچھائیاں جو چھوٹ رہی ہیں ان کی پابندی کی کوشش کرنی چاہئے۔

اس کی کوشش کریں کہ جن لوگوں کے حقوق العباد معاف کرواسکتے ہیں تو ان کے حقوق معاف کروالیں اور جن کے حقوق ادا کرنے ضروری ہیں ماہ مبارک سے ان کی شروعات کریں، اگر صاحب نصاب ہیں تو باقاعدہ حساب لگا کر زکوٰۃ ادا کریں۔ اگر آپ صاحب نصاب نہیں ہیں، تو بھی راہ خدا میں جو کچھ خرچ کرنا ممکن ہو اس کو خرچ کرنے کی نیت کریں۔ اور اگر بالفرض آپ کسی کی مالی خدمت سے معذور ہیں تو کچھ جانی خدمت کا ہی ارادہ کریں، اگر ممکن ہو تو عشرۂ آخر میں اعتکاف کو بڑی خیر اور نعمت سمجھیں، کم ازکم آخری عشرہ کی راتوں میں اعتکاف کا اہتمام کرلیں، اگر اس مبارک ماہ میں کسی اللہ والے کے پاس کچھ وقت گذارنا نصیب ہو جائے، یا جماعت میں جانے کا موقع مل جائے تو یہ ماہ مبارک کی قدردانی کا بہترین طریقہ ہے، جن خوش قسمت لوگوں کو والدین کا سایہ میسر ہے وہ لوگ اس موقع پر ان کو خوش کرنے اور ان کی خدمت کو خاص وظیفہ سمجھ کر اس نعمت کی قدرادنی کریں۔

غرض ابھی سے ہمارے اندرون اور ہمارے حال سے یہ واضح ہو کہ ہم جشن شاہی کی اس نعمت پر شاداں وفرحاں ہیں اور اس کی سچی قدردانی کرنے والے ہیں۔ یہ ماہ مبارک اور لیلۃ القدر جس نعمت کے نازل ہونے کے اعزاز میں قیامت تک کے لئے رحمت اور برکت کا ذریعہ بنی وہ قرآن حکیم ہے، اس سے اپنے کو وابستہ کرنا اس ماہ کی اصل قدردانی ہے، خوب تلاوت ہو، قرآن میں غور وفکر ہو، تفسیر کے حلقے ہوں، حق تو یہ ہے کہ قرآن کریم کی قدردانی کے بغیر اس مبارک ماہ کا شکر اور اس کی قدر ممکن نہیں۔ اس لئے اس ماہ میں قرآن حکیم کی قدردانی کا بہت اہتمام کرنا چاہئے، قرآن حکیم کی قدردانی، اس پر ایمان، اس کی شکر گذاری اور رب کریم کی ہدایت کے مطابق اس کا استعمال اس مقصد کی تکمیل کی کوشش پر منحصر ہے، جس کے لئے اسے نازل کیا گیا ہے، وہ مقصد پوری دنیا کی ہدایت، اور پوری انسانیت کو کفر وشرک کی ظلمات سے نکال کر ایمان کے نور میں لانے کی کوشش کرنا ہے، اس لئے کہ لوگوں کی ہدایت کی فکر اور ان کی ایمانی دعوت کے لئے قرآن کریم میں چھ ہزار آیات نازل ہوئیں اور انسانوں کی اصلاح وتزکیہ کے لئے احکام کے بارے میں باقی پانچ سو سے زائد آیات ہیں۔

خود قرآن کریم میں جابجا اس کے مقصد نزول کے بارے میں وضاحت کی گئی ہے، مثلاً یہ آیت:

نـزل عليک الکتاب بالحق مصدقا لما بين يديه وانـزل التـوراـة والانـجيل من قبل هدى للناس وانزل الفرقان (سورۃ آل عمران ۳-۴)

اے نبی! اس نے تم پر یہ کتاب نازل کی جو حق لے کر آئی ہے اور ان کتابوں کی تصدیق کر رہی ہے جو پہلے سے آئی ہوئی تھیں، اس سے پہلے وہ انسانوں کی ہدایت کے لئے تورات اور انجیل نازل کر چکا ہے اور اس نے وہ کسوٹی اتاری ہے جو حق وباطل کا فرق دکھانے والی ہے

الٓرٰ، تـلـک آيـات الـکتب الحکيم، أکان للناس عـجبـا أن أوحيـنـا الى رجل منهم ان انذر الناس وبشر الناس اٰمنوا (سورۃ یونس:۱-۲)

یہ اس کتاب کی آیات ہیں جو حکمت ودانش سے لبریز ہیں کیا لوگوں کے لئے یہ عجیب بات ہوگی کہ ہم نے خود انہیں میں سے ایک آدمی پر وحی بھیجی کہ غفلت میں پڑے ہوئے لوگوں کو چونکا دے، اور جو مان لیں ان کو خوش خبری دے۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

الرٰ، کتٰب اُحکمت اٰیاته، ثم فُصّلت من لدن حکیم خبیر، الا تعبدوا الا الله انّنِی لکم منه نذیر وبشیر (سورہ ہود:۱-۳)

یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ جس کی آیتیں محکم کی گئی ہیں، صاف صاف بیان کی گئی ہیں ایک حکیم باخبر کی طرف سے، یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو۔ میں تم کو اللہ کی طرف سے ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں۔

الرٰ، کتب انزلنا الیک لتخرج الناس من الظلمات الی النور، باذن ربهم الی صراط العزیز الحمید (سورہ ابراہیم:۱)

یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے آپ پر نازل فرمایا تاکہ آپ ان لوگوں کو ان کے پروردگار کے حکم سے تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف یعنی خدائے غالب وحمید کی راہ کی طرف لاویں

الحمد لله الذی انزل علی عبده الکتاب ولم یجعل له عوجا، قیّما لینذر باسا شدیدا من لدنه ویبشر المومنین الذین یعلمون الصّٰلحت ان لهم اجرا حسناً (سورہ کہف:۱-۲)

تمام خوبیاں اللہ کے لئے ثابت ہیں جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں ذرا بھی کجی نہیں رکھی، بالکل استقامت کے ساتھ موصوف بنایا تاکہ وہ ایک عذاب سے جو کہ منجانب اللہ ہو ڈرائے، اور ان اہل ایمان کو جو نیک کام کرتے ہیں یہ خوش خبری دے کہ ان کے لئے بہترین اجر ہے۔

طٰهٰ، ما أنزلنا علیک القرآن لتشقی الا تذکرة لمن یخشیٰ (سورہ طہٰ:۱-۳)

طہٰ، ہم نے آپ پر قرآن اس لئے نہیں اتارا کہ آپ تکلیف اٹھائیں بلکہ ایسے شخص کی نصیحت کے لئے ہے جو اللہ سے ڈرتا ہو۔

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعالمین نذیرا (سورہ الفرقان:۱)

بڑی عالی شان ذات ہے جس نے یہ فیصلہ کی کتاب اپنے بندۂ خاص (محمد) پر نازل فرمائی، تاکہ وہ تمام دنیا جہاں والوں کے لئے ڈرانے والا ہو۔

الم تنزیل الکتب لاریب فیه من رب العالمین ، أم یقولون افتراه، بل هو الحق من ربک لتنذر قوما ما أتاهم من نذیر من قبلک لعلهم یهتدون (سورہ السجدہ:۱-۳)

یہ نازل کی ہوئی کتاب ہے، اس میں کچھ شبہ نہیں، یہ رب العالمین کی طرف سے ہے، کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ پیغمبر نے یہ اپنے دل سے بنالیا ہے بلکہ یہ سچی کتاب ہے آپ کے رب کی طرف سے، تاکہ آپ ایسے لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تاکہ وہ لوگ راہ پر آجائیں۔

یٰس، والقرآن الحکیم، انک لمن المرسلین، علی صراط مستقیم ، تنزیل العزیز الرحیم، لتنذر قوما ما انذر آباؤهم فهم غفلون (سورہ یٰسین:۱-۶)

قسم ہے اس قرآن باحکمت کی، بے شک آپ پیغمبروں میں سے ہیں، سیدھے راستہ پر ہیں، یہ قرآن خدائے زبردست مہربان کی طرف سے نازل کیا گیا ہے کہ آپ ایسے لوگوں کو ڈرائیں جن کے باپ دادا ڈرائے نہیں گئے تھے، سو یہ اس سے بے خبر ہیں۔

ان هو اِلا ذکر وقرآن مبین، لینذر من کان حیا ویحقّ القول علی الکافرین (سورہ یٰسین:۶۹-۷۰)

وہ تو صرف ذکر ہے اور قرآن مبین ہے، تاکہ وہ زندوں کو ڈرائے اور کافروں پر اپنی بات ثابت کرے۔

ص، والقرآن ذی الذکر (سورہ ص:۱)

ص: قسم ہے نصیحت والے قرآن کی۔

کتٰب فُصّلت اٰیاته قرانا عربیا لقوم یعلمون بشیرا ونذیرا (سورہ حم سجدہ:۱-۴)

یہ کتاب ہے جس کی آیات صاف صاف بیان کی گئی ہیں۔ یہ ایسا قرآن ہے جو عربی میں ہے، ایسے لوگوں کے لئے نافع ہے جو

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

دانش مند ہیں۔ بشارت دینے والا ہے اور ڈرانے والا ہے۔

غرض قرآن حکیم میں جا بجا اس کے نزول کا مقصد، انسانیت کی ہدایت، انسانوں کو ایمان و اعمال اختیار کرنے پر جنت کی بشارت اور کفر و شرک اور گناہوں پر دوزخ سے ڈرانا یعنی دعوت الی اللہ کا مبارک کام قرار دیا گیا ہے۔

حامل قرآن یہ امت اور کوئی مرد مومن، تمام نعمتوں میں افضل نعمت قرآن حکیم کی قدردانی اور اس پر ایمان کا حق اس وقت تک ادا نہیں کرسکتا، جب تک وہ خود کو مجسم قرآن نہ بنالے اور مجسم قرآن صرف وہی مسلمان کہلائے جانے کا مستحق ہے جو مجسم دعوت بن جائے، جس کی زندگی کا مقصد اللہ کے بندوں کو دوزخ سے بچانے کی فکر میں قرآن کریم کے مقصد نزول سے ہم آہنگ ہو جائے، علامہ اقبال نے کہا ہے:

یہ بات کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

ماہ مبارک کی قدردانی اور اس کی برکات کے حصول کا انحصار قرآن حکیم کی قدردانی پر، اور اپنے آپ کو قرآن حکیم سے وابستہ کردینے بلکہ مجسم قرآن بن جانے پر ہے، اور یہ بات دعوت دین کے غم اور سوز کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی، اس لئے ہر مسلمان کو اس ماہ مبارک میں اپنے کو مجسم قرآن یعنی مجسم دعوت بننے کو، اس کار دعوت کے لئے قبولیت، اس کا حوصلہ اور اہلیت کی عطا کو، اور نشانہ بنا کر لوگوں کے لئے ہدایت کی دعا، اور پوری دنیا کے لئے ہدایت کی دعوت کو اس ماہ مبارک کا مبارک ترین وظیفہ سمجھنا چاہئے، اور اس مبارک کام کے لئے، کچھ نشانے متعین کرکے کچھ عزم بھی کرنا چاہئے، اس طرح یہ ایک سچے مسلمان کی حیثیت سے حقیقی معنوں میں قرآن حکیم کی قدردانی ہوگی۔

مرحبا ماہ صیام السلامُ السلام

رحمتوں کے سلسلے، آسماں کے در کھلے
سہمے سہمے سر پھرے، سونے سونے میکدے
مسجدوں میں ازدہام، اور شیطاں زیر دام
مرحبا ماہ صیام السلامُ السلام

لذت کام و دہن، خواہشات مرد و زن
انجمن توبہ شکن، در بدر سب راہزن
صاف تن پاکیزہ من، خوف حق کا پیرہن
بحر تقوی موجزن انجمن در انجمن
بے بسوں پر لطف عام، بے کسوں کا احترام
مرحبا ماہ صیام السلامُ السلام

عاشقاں دیوانہ وار، ہیں قطار اندر قطار
رحمت پروردگار، کوچہ کوچہ آشکار
گل تو گل اک ایک خار، مست سودائے بہار
برکتوں کا اہتمام، جاں بلب فتنے تمام
مرحبا ماہ صیام السلامُ السلام

ہادی خیر الوری، رونق بدر الدجی
نازش شمس الضحی، شافع روز جزا
یا حبیب کبریا، یا محمد مصطفیٰ
آپ کے صدقے تمام، آج ہیں سب شادکام
آپ پر لاکھوں سلام، الصلوۃ السلام
مرحبا ماہ صیام السلامُ السلام

جناب سرفراز بزمی
سوائی مادھوپور راجستھان (انڈیا)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

رمضان المبارک کے

آخری عشرے کے خصوصی فضائل

مولانا محمد اللہ خلیلی قاسمی

اسلام کی پانچ بنیادی تعلیمات میں توحید، نماز، زکاۃ اور حج کے ساتھ ماہ رمضان کے روزوں کا بھی شمار ہے۔ ماہ رمضان بڑی فضیلتوں اور برکتوں والا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں اہل ایمان کی طرف اللہ تعالی کی خصوصی رحمتیں متوجہ ہوتی ہیں۔ احادیث و آثار میں رمضان شریف کے بڑے فضائل اور برکات مذکور ہیں۔ احادیث کے مطابق رمضان المبارک کے تین عشرے تین مختلف خصوصیات کے حامل ہیں اور ہر ایک پر خصوصی رنگ غالب ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان کا پہلا عشرہ رحمت کا ہے، دوسرا عشرہ مغفرت کا اور تیسرا عشرہ جہنم سے آزادی کا۔ (صحیح ابن خزیمۃ، حدیث 1780، بیہقی شعب الایمان)

یوں تو رمضان کا پورا مہینہ دیگر مہینوں میں ممتاز اور خصوصی مقام کا حامل ہے، لیکن رمضان شریف کے آخری دس دنوں (آخری عشرہ) کے فضائل اور بھی زیادہ ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت وطاعت، شب بیداری اور ذکر وفکر میں اور زیادہ منہمک ہوجاتے تھے، احادیث میں ذکر ہے، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ میں اتنا مجاہدہ کیا کرتے تھے جتنا دوسرے دنوں میں نہیں کیا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر 2009) سنن ابن ماجہ، صحیح ابن خزیمہ اور مسند احمد میں بھی اسی مفہوم کی احادیث مروی ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات دیگر ایام کے مقابلہ میں بڑھ جاتے تھے۔

دیگر احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات کی تفصیلات ملتی ہیں، جیسا کہ اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آخری عشرہ شروع ہوجاتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر بیدار رہتے اور اپنی کمر کس لیتے اور اپنے گھر والوں بھی جگاتے تھے۔ (صحیح بخاری، حدیث: 1884، صحیح مسلم، حدیث: 2008) شعب الایمان بیہقی کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ مہینہ ختم ہونے سے پہلے بستر پر نہیں آتے تھے۔ (حدیث: 3471)

راتوں کو اٹھ کر عبادت کرنے کا معمول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو ہمیشہ ہی تھا، لیکن رمضان میں آپ کمر کس کر عبادت کے لئے تیار ہوجاتے اور پوری پوری رات عبادت میں گزارتے۔ یہ مضمون حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی ایک دوسری روایت سے اور زیادہ واضح ہوتا ہے، وہ بیان فرماتی ہیں: مجھے یاد نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے علاوہ کبھی بھی ایک ہی رات میں پورا قرآن مجید پڑھا ہو یا پھر صبح تک عبادت ہی کرتے رہے ہوں، یا رمضان المبارک کے علاوہ کسی اور مکمل مہینہ کے روزے رکھے ہوں۔ (سنن نسائی، حدیث: 1336)

دوسرا خصوصی معمول جس کا ذکر حدیث میں ہے وہ ہے اپنے اہل خانہ کو رات میں عبادت کے لیے جگانا، احادیث سے معلوم

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کو سارا سال ہی جگایا کرتے تھے، لہٰذا رمضان المبارک میں خصوصیت کے ساتھ جگانے کے ذکر کا صاف مطلب یہی ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کو باقی سارے سال کی بہ نسبت جگانے کا زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔

اعتکاف: مسجد میں بہ نیت عبادت قیام

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی ایک اہم خصوصیت اعتکاف ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک معمول تھا کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے آخری دس دنوں کا اعتکاف فرماتے تھے۔ (بخاری، حدیث: 1885) صحیح بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس بلالیا، پھر ان کے بعد ان کی ازواج مطہرات نے بھی اعتکاف کیا۔ (بخاری، حدیث: 1886) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال رمضان شریف میں دس دنوں کا اعتکاف فرماتے تھے، اور جس سال آپ کا انتقال ہوا اس سال آپ نے بیس دنوں کا اعتکاف فرمایا۔ (بخاری، حدیث: 1903)

آخری عشرہ کا اعتکاف (یعنی مسجد میں عبادت کی نیت سے قیام) سنت علی الکفایہ ہے۔ اعتکاف مسجد کا حق ہے اور پورے محلّہ والوں کی اجتماعی ذمہ داری ہے کہ ان کا کوئی فرد مسجد میں ان دنوں اعتکاف کرے، اعتکاف کرنے والے کے لیے مسنون ہے کہ وہ طاعات میں مشغول رہے اور کسی شدید طبعی یا شرعی ضرورت کے بغیر مسجد سے باہر نہ نکلے۔ اعتکاف کی حقیقت خالق ارض وسماء اور مالک الملک کے دربار عالی میں پڑ جانے کا نام ہے۔ اعتکاف عاجزی و مسکنت اور تضرع و عبادت سے اللہ کی رضا و خوشنودی کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔ اعتکاف دراصل انسان کی اپنی عاجزی کا اظہار اور اللہ کی کبریائی اور اس کے سامنے خود سپردگی کا اعلان ہے۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ کا اعتکاف خاص طور پر لیلۃ القدر کی تلاش اور اس کی برکات پانے کے لیے فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رمضان کے آخری دس دنوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو (صحیح بخاری، حدیث: 1880)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں تفصیل ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا اور ہم نے بھی اعتکاف کیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کو جس کی تلاش ہے وہ آگے ہے، چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے عشرہ کا بھی اعتکاف کیا اور ہم نے بھی کیا۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو بتایا کہ مطلوبہ رات ابھی آگے ہے۔ چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیسویں رمضان کی صبح کو خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: جو میرے ساتھ اعتکاف کر رہا تھا اسے چاہیے کہ وہ آخری عشرے کا اعتکاف بھی کرے۔ مجھے شب قدر دکھائی گئی جسے بعد میں بھلا دیا گیا، یاد رکھو لیلۃ القدر رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث: 771)

لیلۃ القدر: ہزار مہینوں سے بہتر رات

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی سب سے اہم فضیلت و خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ایک ایسی رات پائی جاتی ہے جو ہزار مہینوں سے بھی زیادہ افضل ہے اور اسی رات کو قرآن مجید جیسا انمول تحفہ دنیائے انسانیت کو ملا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس رات کی فضیلت میں پوری سورۃ نازل فرمائی، ارشاد ہوا: ”ہم نے قرآن کریم کو شب قدر میں نازل کیا ہے۔ آپ کو کیا معلوم کہ شب قدر کیا

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔اس میں فرشتے اور روح (جبریل) اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لیے اترتے ہیں، یہ رات سراسر سلامتی ہے اور فجر کے طلوع ہونے تک رہتی ہے۔'' (سورۃ القدر 97:1-5)

ایک دوسری آیت میں اس کو مبارک رات کہا گیا ہے: ''قسم ہے اس کتاب کی جو حق کو واضح کرنے والی ہے، ہم نے اسے ایک مبارک رات میں نازل کیا ہے''۔ (سورۃ الدخان 2:44)

چناں چہ شب قدر کی عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینوں (یعنی کم و بیش اسّی سال) کی عبادت سے زیادہ ہے۔ نیز، اسی رات اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو یک بارگی لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر نازل فرمایا اور پھر اس کے بعد نبوت کی ۲۳ سالہ مدت میں حسب ضرورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا۔ انھیں آیات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس رات کو ملائکہ نزول کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سال بھر کے تقدیر کے فیصلے فرشتوں کے حوالے فرمادیتے ہیں تا کہ وہ اپنے اپنے وقت پر ان کی تکمیل کرتے رہیں، اس رات میں فرشتوں کا نزول بھی رحمت و برکت کا سبب ہوتا ہے۔

لیلۃ القدر کا مطلب ہے قدر اور تعظیم والی رات، یعنی ان خصوصیتوں اور فضیلتوں کی بنا پر یہ قدر والی رات ہے۔ یا پھر یہ معنی ہیں کہ جو بھی اس رات بیدار ہو کر عبادت کرے گا وہ قدر و شان والا ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس رات کی جلالت و منزلت اور مقام و مرتبہ کی بنا پر اس کا نام لیلۃ القدر رکھا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس رات کی بہت قدر و منزلت ہے۔

شب قدر کی فضیلت بے شمار آیات و احادیث سے ثابت ہے۔ صحیحین کی حدیث میں ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص شب قدر کو ایمان اور اجر و ثواب کی نیت سے عبادت کرے، اس کے سارے پچھلے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ (صحیح بخاری، حدیث:1768)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ مہینہ (رمضان کا) تم کو ملا ہے، اس میں ایک رات ہے جو ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو اس سے محروم رہا گویا وہ تمام خیر سے محروم رہا، اور اس کی خیر و برکت سے کوئی محروم ہی بے بہرہ رہ سکتا ہے۔'' (سنن ابن ماجہ، حدیث: 1634، معجم الکبیر للطبرانی، حدیث:1500)

مسلمانوں کو ترغیب و تاکید ہے کہ وہ اس رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، رات کو دعا و عبادت اور ذکر و تلاوت میں گزاریں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی مبارک رات کی تلاش کے لیے اعتکاف فرماتے تھے اور رمضان کے آخری عشرہ میں پوری پوری رات عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سید الرسل اور محبوب رب العالمین تھی، وہ اللہ کے نزدیک مقبول اور بخشے بخشائے تھے، لیکن پھر بھی اللہ کی رضا کی تلاش میں آپ اتنی جدوجہد فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہمارے لیے اسوہ اور نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کے ہم بہت زیادہ محتاج ہیں۔ لہٰذا، ہمیں اس رات کی تلاش و جستجو کرنا چاہیے اور آخری عشرہ کی راتوں کو ذکر و عبادت میں گزارنا چاہیے۔

اس رات کو رمضان اور خاص کر اس کے آخری عشرہ میں تلاش کرنا مستحب ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں کا اعتکاف فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ شب قدر کو رمضان کے آخری دس دنوں میں تلاش کرو، (صحیح بخاری، حدیث:1880) اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تلاش کرو، باقی نو رہ جائیں تو ان میں، باقی سات رہ جائیں تو ان میں، باقی پانچ رہ جائیں تو ان میں۔ (صحیح بخاری، حدیث: 1881) پھر احادیث کی روشنی میں شب قدر کے آخری عشرہ میں

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بھی طاق راتوں میں وقوع کا زیادہ امکان معلوم ہوتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (صحیح بخاری، حدیث: 1878) جب کہ بعض احادیث میں ستائیسویں رات کو شب قدر ہونے کی بات بھی وارد ہوئی ہے۔ جیسا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ شب قدر ستائیسویں رات ہے۔ (سنن ابوداود، حدیث: 1178، مسند احمد وغیرہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر مجھے شب قدر کا علم ہو جائے تو میں کیا دعا کروں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اللّٰھم انّک عفوٌّ کریم تحب العفو فاعف عنی** (اے اللہ تو معاف کرنے والا کرم والا ہے اور معافی کو پسند کرتا ہے، لہٰذا مجھے معاف کردے) (سنن ترمذی، حدیث: 3435، مسند احمد، سنن ابن ماجہ وغیرہ)

حضرات محدثین و علماء فرماتے ہیں کہ شب قدر سے متعلق روایات کثرت سے مروی ہیں اور ان کے مجموعہ سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ شب قدر ہر سال منتقل ہوتی رہتی ہے، اور طاق راتوں میں اس کا امکان زیادہ ہوتا ہے، جب کہ ستائیسویں رات میں اور زیادہ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی بے پایاں مصلحت و حکمت سے شب قدر کو مخفی رکھا ہے۔ اس کو مخفی رکھنے میں شاید ہماری طلب اور ذوق جستجو کا امتحان مقصود ہے۔ اگر کوئی شخص خلوصِ نیت اور صدقِ دل سے کوشش کرے، چاہے اسے علم ہو یا نہ ہو، تو ان شاء اللہ وہ محروم نہیں رہے گا۔ اہل ذوق کے یہاں تو سارا معاملہ ذوقِ طلب اور شوقِ جستجو ہی کا ہے، بقول وحشت کلکتوی:

نشانِ منزلِ جاناں ملے ملے، نہ ملے
مزے کی چیز ہے یہ ذوقِ جستجو میرا

شب قدر

ہر سُو جہاں میں رحمت و برکت سی چھائی ہے
اٹھ جاؤ مومنو! کہ شب قدر آئی ہے

توبہ کرو گناہ سے، سجدے میں رہو تم
جو دل میں دبے درد ہیں، وہ رب سے کہو تم
رحمان اس کا نام ہے، عالم میں جدا ہے
بخشے گا گناہوں کو، وہی سب کا خدا ہے
اس نے تمہارے واسطے دنیا بنائی ہے
اٹھ جاؤ مومنو! کہ شب قدر آئی ہے

امت کو عبادت پہ محمد نے اُبھارا
اس رات میں اللہ نے قرآن اتارا
سجدے کیلیے سر کو جو رکھتے ہیں زمیں پر
آتی ہے فرشتوں کی جماعت بھی وہیں پر
آفر ہزار ماہ سے بڑھ کر یہ لائی ہے
اٹھ جاؤ مومنو! کہ شب قدر آئی ہے

کس پیار سے آواز لگاتے ہیں فرشتے
رحمت کے لئے تم کو بلاتے ہیں فرشتے
ہر دن کی طرح نیند میں یہ شب نہ گزارو
فریاد جو سنتا ہے اسی رب کو پکارو
بندوں کے لئے رات یہ پوری بھلائی ہے
اٹھ جاؤ مومنو! کہ شب قدر آئی ہے

جناب جمیل اختر شفیق

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اعتکاف

حقیقت حکمت اور فضائل

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

اسلام چوں کہ دینِ فطرت ہے اس لئے وہ رہبانیت کے بھی خلاف ہے اورنری مادہ پرستی کے بھی۔ اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ اس دنیا کے مال ومتاع سے فائدہ اٹھاؤ، خواہشات کو جائز طریقے سے پورا کرو؛ البتہ حد سے تجاوز مت کرو، ساتھ ہی اپنے اخلاق و روحانیت کے جذبے کوبھی افسردہ اور مردہ نہ ہونے دو، تمام انبیاء نے ہر دور میں اسی کے لئے کوشش کی اور جب بھی انسانیت، مادیت اورحیوانیت کی زد میں آکر ہلاک ہونے کے قریب ہوئی انہوں نے اخلاق وروحانیت پیدا کرنے کے اسباب مہیا کئے۔

یہ حقیقت ہے کہ فطری طور پر ہرانسان اپنے گردوپیش کے ماحول سے متاثر ہوتا ہے اور اس کے مثبت یا منفی اثرات قبول کرتا ہے؛ اسی بناء پراللہ تعالی نے اپنے بندوں کی روحانی تربیت کا یہ نظام بنایا کہ سال میں ایک مہینہ مقرر فرمادیا؛ جس میں صیام النہاراورقیام اللیل کے علاوہ اخیر عشرے میں اعتکاف کے ذریعہ بندہ حیوانیت کومغلوب اورملکوتیت کوغالب کرسکتا ہے۔

اعتکاف کیا ہے؟: عربی زبان میں اعتکاف کے معنٰی ’’ٹھہرنے، جمے رہنے اورکسی مقام پراپنے آپ کوروکے رکھنے‘‘ کے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں عبادت کی نیت سے اللہ تعالیٰ کے لئے مسجد میں رکے رہنے کا نام اعتکاف ہے۔ اعتکاف ایک اہم ترین عبادت اورقرب خداوندی کا بہترین ذریعہ ہے؛ مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اعتکاف کا مقصد یوں بیان فرماتے ہیں کہ جب انسان کے افکاراوراذہان مختلف باتوں سے پراگندہ ہو جاتے ہیں اور لوگوں کے میل جول سے آدمی سخت پریشان ہو جاتا ہے تو اس پراگندگی و پریشانی کودور کرنے کے لئے اللہ تعالی نے اعتکاف کومشروع فرمایا ہے، اعتکاف میں بیٹھنے والا آدمی عام لوگوں سے علیحدگی اختیار کر کے مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ کر عبادت و ریاضت میں مصروف ہوتا ہے؛ اس کی بدولت اس کی ذہنی پریشانی وقلبی اضطراب دور ہوجاتا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغۃ)

اعتکاف کی حقیقت: اعتکاف کی حقیقت خلق سے منقطع ہوکر خالق سے وابستہ ہوجانا ہے اور یہ رب العزت کا خصوصی لطف و احسان ہے کہ وصال حق کی وہ منزل جوامِم سابقہ کوزندگی بھرکی مشقتوں اورمسلسل ریاضتوں کے نتیجے میں بھی حاصل نہیں ہوتی تھی فقط چند روز کی خلوت نشینی سے امت محمدیہ کو میسر آسکتی ہے۔ چنانچہ اعتکاف کی روح یہ ہے کہ انسان چند روز کے لئے علائق دنیوی سے کٹ کر گوشہ نشین ہوجائے، ایک محدودمدت کے لئے مکمل یکسوہوکر اللہ کے ساتھ اپنے تعلقِ بندگی کی تجدید کرلے، اپنے من کوآلائش نفسانی سے علیحدہ کرکے اپنے خالق و مالک کے ذکر سے اپنے دل کی دنیا آباد کرلے، مخلوق سے آنکھیں بند کرکے اپنے معبود سے لولگائے، جب انسان ان کیفیات سے معمور ہوکر، دنیا و مافیھا سے کٹ کر اپنے خالق و مالک کے در پر پڑ جاتا ہے تو اس کے یہ چند ایام سال بھر کی عبادت اورطاعت پر بھاری ہوجاتے ہیں۔

اعتکاف کی اقسام: فقہائے کرام نے اعتکاف کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

(۱) واجب اعتکاف: یہ وہ اعتکاف ہے؛ جس میں بندے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

نے نذر مانی ہو کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں اتنے اتنے دن اعتکاف کروں گا، جتنے دن اعتکاف کی نذر مانی ہو اتنے دن کا اعتکاف کرنا ضروری ہے؛مگر اعتکاف کے ساتھ روزہ بھی ضرور رکھے گا؛ کیونکہ روزہ صحت اعتکاف کی شرائط میں سے ہے۔

(۲) سنت اعتکاف: یہ وہ اعتکاف ہے؛ جو عام طور پر رمضان کریم کے آخری عشرے میں ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے ہر رمضان میں یہ اعتکاف کیا ہے، اس وجہ سے یہ سنت مؤکدہ علی الکفایۃ ہے۔ اگر پورے محلّہ میں سے ایک یا چند افراد نے بھی اعتکاف کرلیا تو سب کا ذمہ ساقط ہو جائے گا ورنہ سب پر اس کا وبال (گناہ) ہوگا۔

(۳) مستحب اعتکاف: یہ وہ اعتکاف ہے؛ جس کے لیے کوئی وقت اور اندازہ مقرر نہیں ہے؛ بلکہ جتنا وقت بھی مسجد میں ٹھہرے تو اعتکاف ہوگا اگر چہ تھوڑی دیر کے لیے ہی کیوں نہ ہو۔ افضل تو یہ ہے کہ آدمی مسجد میں داخل ہوتے ہی اعتکاف کی نیت کر لے تو نماز اور نفل وغیرہ کے ثواب کے ساتھ ساتھ اعتکاف کا ثواب بھی پاتا رہے گا۔ (شامی)

آدابِ اعتکاف: یوں تو فقہاء نے کتب فقہ میں تفصیل کے ساتھ اعتکاف کے آداب و مستحبات بیان فرمائے ہیں۔ یہاں اختصار کے پیش نظر چند اہم آداب کے ذکر پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔

۱) سب سے پہلے اپنی نیت کو خالص کرے؛ کیوں کہ ہر عمل نیت کے مطابق مقبول ہوتا ہے۔

۲) اعتکاف کے لیے فضیلت والی مسجد کا انتخاب کرے، جیسے مکہ مکرمہ کے باشندے کے لیے مسجد حرام، مدینہ منورہ میں رہنے والے کے لیے مسجد نبوی، بیت المقدس کے رہنے والے کے لیے مسجد اقصیٰ اور دوسرے علاقوں میں رہنے والوں کے لئے جامع مسجد وغیرہ۔

۳) صرف بھلائی ہی کی بات کرے یا خاموش رہے، لایعنی اور بے کار گفتگو سے مکمل اجتناب کرے۔

۴) قرآن کریم کی تلاوت، اذکار مأثورہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور دینی کتب کے مطالعہ میں خود کو مصروف رکھے۔

۵) مسجد کی صفائی اور دیگر حدود کا خاص خیال رکھے۔

اعتکاف کے عظیم فوائد وثمرات

معتکف کے لیے اعتکاف کے بہت سے فوائد وثمرات اور خصائص وامتیازات ہیں؛ جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱) مُعتکف کو دنیا کی سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ جگہ پر دس دن گزارنے کا موقع ملتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے: شہروں میں سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ جگہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُن کی مساجد ہیں۔ (مسلم)

۲) مسجد میں آنے والا اللہ تعالیٰ کا مہمان ہوتا ہے لہٰذا مُعتکف کے لیے یہ کتنی بڑی خوش نصیبی کی بات ہے کہ وہ دس دن تک دن رات اللہ تعالیٰ کی میزبانی میں ہوتا ہے، چنانچہ ارشادِ نبوی ہے: بیشک مساجد زمین میں اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کیا ہے کہ اُن لوگوں کا اِکرام کریں گے جو مساجد میں (عبادت وغیرہ کے لیے آکر) اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں۔ (شعب الایمان)

اسی طرح حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں: جو اچھی طرح وضو کر کے مسجد نماز پڑھنے کے لیے جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کا زائر یعنی زیارت کرنے والا مہمان ہے اور میزبان کا (اخلاقی وشرعی) حق بنتا ہے کہ وہ اپنے مہمان زائر کا اِکرام کرے۔ (ابن ابی شیبہ)

۳) اعتکافِ مسنون میں بیٹھنے والے دس دن تک مسجدوں کو دن رات آباد کرنے والے ہیں، اور حدیث کے مطابق مسجدوں کو آباد کرنے والے "اہل اللہ" یعنی اللہ والے ہیں۔ (شعب الایمان) لہٰذا معتکف کو اعتکاف کی عظیم عبادت کی برکت سے اہل اللہ ہونے کا شرَف بھی حاصل ہوتا ہے۔

۴) اعتکاف میں بیٹھنے والوں کو دس دن تک دن رات فرشتوں کی ہم نشینی حاصل ہوتی ہے، اِس لئے کہ مسجدوں میں جم کر

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

رہنے والوں کے ہمراہ فرشتے ہوتے ہیں؛ جیسا کہ حضرت سعید بن المسیّبؒ کا قول ہے: بیشک مسجد کے لیے کچھ لوگ میخوں یعنی کیلوں کی طرح ہوتے ہیں (کیل کی طرح مسجدوں میں جمے ہوئے ہوتے ہیں) اور اُن کے ہم نشیں فرشتے ہوتے ہیں، پس جب وہ فرشتے کبھی اُن لوگوں کو مسجد میں نہیں پاتے تو ایک دوسرے سے اُن کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، اگر وہ بیمار ہوتے ہیں تو اُن کی عیادت کرتے ہیں اور اگر وہ کسی حاجت میں پھنسے ہوتے ہیں تو اُن کی مدد کرتے ہیں۔(مصنّف ابن ابی شیبہ)

۵)مسجدیں شیطان سے بچنے اور اُن سے محفوظ رہنے کے لیے بہت ہی مضبوط قلعے اور محفوظ پناہ گاہیں ہیں۔مُعتکف کو اعتکاف کی برکت سے یہ محفوظ اور مضبوط پناہ گاہ حاصل ہوتی ہے نبیﷺ کا اِرشاد ہے: بے شک شیطان انسان کا بھیڑیا (دشمن) ہے جیسے بکریوں کا (دشمن) بھیڑیا ہوتا ہے، وہ موقع پاتے ہی الگ ہونے والی اور کنارے ہونے والی بکری کو پکڑ لیتا ہے، پس تم گھاٹیوں (میں الگ ہوجانے) سے بچو اور اپنے اوپر جماعت (کے ساتھ وابستگی) کو، اکثریت کو اور مسجد کو لازم کرلو (مسند احمد)

۶)اعتکاف کا ایک عظیم فائدہ یہ بھی ہے کہ معتکف دس دن تک اللہ تعالیٰ کی ضمان میں ہوتا ہے، اِس لئے کہ وہ مسلسل دن رات مسجد میں ٹھہرا رہتا ہے اور حدیث کے مطابق مساجد میں رہنے والے اللہ تعالیٰ کی ضمان میں ہوتے ہیں، چنانچہ اِرشادِ نبوی ہے: چھ مجلسیں ایسی ہیں جن میں سے ہر مجلس میں مومن اللہ تعالیٰ کی ضمان میں ہوتا ہے:۱) اللہ تعالیٰ کے راستہ میں۔۲) جماعت سے نماز ہونے والی مسجد میں۔۳) مریض کے پاس۔۴) جنازے کے پیچھے جانے میں۔۵) میت کے گھر میں۔۶) امامِ عادل کے پاس۔(کشف الاستار عن زوائد البزار)

۷)معتکف کو اعتکاف کی برکت سے یہ خوش قسمتی حاصل ہوتی ہے کہ وہ دس دن تک مسجد میں رہنے کی وجہ سے نماز میں ہوتا ہے یعنی اُسے نماز کا ثواب حاصل ہوتا رہتا ہے، چنانچہ حدیث میں نبی کریمﷺ کا اِرشاد ہے: گھر سے مسجد جانے والا اپنے نکلنے سے لے کر واپس لوٹنے تک نماز پڑھنے والوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی)

مفکرِ اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کے ساتھ، وہ ساری برکتیں رکھی ہیں، وہ ساری روحانیتیں اس کے اندر کوٹ کوٹ کر بھردی ہیں، جو آج سے تیرہ (تقریباً، ساڑھے چودہ) سو برس پہلے تھیں، اور خیر و برکت کے زمانے میں تھیں، یعنی لوگ تو وہ نہیں رہے، مگر رمضان کی برکتیں اور رحمتیں وہی ہیں۔کوئی شخص بھی یہ نہیں کہہ سکتا، یہاں تک کہ بڑے بڑے صاحب کشف وادراک بھی یہ دعویٰ نہیں کرسکتے کہ رمضان المبارک میں اب وہ خیر و برکت نہیں ہے اور رمضان المبارک میں مغفرت کرانے کی اور عتق مِنَ النّار کی اب وہ خاصیت نہیں ہے، یا رمضان المبارک میں نماز پڑھنے کی، اور قرآن شریف کی تلاوت کی، اور نیکی اور غم خواری کرنے کی وہ خاصیت نہیں رہی، وہ اثر نہیں رہا، اور رمضان مبارک میں رحمت الٰہی کے وہ جھونکے اب نہیں چلتے جو پہلے آندھی کی طرح چلا کرتے تھے۔اس کا دعویٰ نہ کوئی فقیہ اور مفتی اور محدث کرسکتا ہے، نہ کوئی صاحبِ کشف و ادراک۔تو اللہ تعالیٰ کی یہ نعمت اب بھی باقی ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کا احسان بالائے احسان ہے، نعمت برنعمت ہے کہ ایک تو اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس وقت تک زندہ رکھا اور دوسرے یہ رمضان المبارک ہم کو نصیب ہوا، تاکہ دونوں ہاتھوں سے ہم اس کی دولت لوٹیں۔

(رمضان المبارک اور اس کے تقاضے)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

شبِ قدر

ایک عظیم رات

مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی وادی مصطفیٰ شاہین نگر حیدر آباد

اللہ عزوجل نے امت محمدیہ پر جو خصوصی نوازشات اور انعامات فرمائے ہیں، ان میں سے ایک شب قدر بھی ہے، یہ بابرکت اور بے شمار خیر وخوبیوں سے معمور رات صرف امتِ محمدیہ ہی کو عطا ہوئی ہے، اس رات کی اہمیت اور قدر کے لئے یہ بتلا دینا کافی ہے کہ اللہ عزوجل نے اس رات کے فضائل وبرکات اور انوارات کو بیان کرنے کے لئے ایک مستقل سورۃ سورۃ القدر کے نام سے اپنی کتاب خالد میں نازل کی ہے، جس میں اللہ عزوجل نے اس رات کے خصائص کا خود تذکرہ فرمایا ہے۔

لیلۃ القدر کیوں عطا ہوئی؟

امت محمدیہ کو شب قدر کا یہ بیش بہا انعام عطا کئے جانے کا سبب کیا ہوا؟ روایات سے اس کی مختلف وجوہ معلوم ہوتے ہیں: مؤطا مالک میں روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو پہلی امتوں کی عمروں کا علم ہوا کہ بہت لمبی ہوئیں اور اس کے مقابلہ میں میری امت کی عمریں بہت کم ہوئی ہیں، جس کی بنا پر میری امت کے لوگ پہلی امت کے ساتھ اعمال میں مساوی نہیں ہوسکتے، اس بات سے حضور اکرم ﷺ کو صدمہ ہوا، تو حق تعالی نے آپ کو شب قدر عطا فرمائی کہ اس ایک شب کی عبادت ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے۔ (تفسیر قرطبی) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کے سامنے بنی اسرائیل کے ایک ایسے شخص کا ذکر فرمایا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مسلسل ایک ہزار ماہ تک ہتھیار بند رہا اور جہاد کرتا رہا، صحابہ کو یہ سن کر اس شخص پر بڑا رشک آیا، حق تعالیٰ نے اس کے عوض ان حضرات کو شب قدر عطا فرمائی، اور سورہ قدر نازل ہوئی (تفسیر قرطبی) اور ایک روایت میں ہے کہ علی بن عروہ فرماتے ہیں کہ: حضور اکرم ﷺ نے ایک روز بنی اسرائیل کے چار حضرات یعنی حضرت ایوب، حضرت زکریا، حضرت حزقیل اور حضرت یوشع بن نون علیہم السلام کا ذکر فرمایا جو اسّی اسّی سال تک حق تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہے اور پل جھپکنے کے برابر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی، اس پر صحابہ کو تعجب ہوا، تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سورۃ القدر لے کر نازل ہوئے اور حضور اکرم ﷺ سے فرمایا کہ: آپ کی امت ان حضرات کی اسّی سال کی عبادت پر تعجب کرتی ہے، اللہ نے ایک شب آپ کو ایسی عطا فرمائی ہے کہ اس میں عبادت کرنا اسّی سال کی عبادت کرنے سے بہتر ہے۔ (روح المعانی: ۱۹۲/۳۰)

بعض روایات میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی مدت حکومت پانچ سو مہینے تھی اور ذوالقرنین کی مدت سلطنت بھی پانچ سو ماہ تھی، اللہ عزوجل نے اس امت کو لیلۃ القدر عطا کی کہ اس شب کی عبادت کا اجر وثواب ان دونوں بادشاہوں کی مجموعی مدت سلطنت یعنی ایک ہزار ماہ کی حکومت سے بہتر ہے۔

قرآن میں شب قدر کا ذکر

اس امت کو شب قدر بخشے جانے کی وجہ اور اصل سبب کچھ بھی ہو؛ لیکن یہ وہ عطا اور بخشش کی رات ہے جس سے پچھلی امتیں محروم تھیں، اللہ عزوجل نے اس رات کی اہمیت بتلانے کے لئے ایک مستقل سورت نازل فرمائی، ارشاد باری عزوجل ہے: ہم نے اس کو کتاب کو اتارا شب قدر میں اور تم کو معلوم ہے شب قدر کیا چیز ہے؟ ہزار مہینے سے بہتر ہے، اس میں فرشتے اور روح الامین اپنے رب کے حکم سے اترتے ہیں، اور یہ رات صبح ہونے تک امن و سلامتی کی باعث ہے۔ اللہ عزوجل نے اس رات کی عظمت کو بتانے کے لئے پہلے بیان بعد الابہام کا اسلوب اختیار فرمایا کہ پہلے مبہم طور پر بیان کرنے کے بعد پھر خود سے اس رات کی جلالت و

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

عظمت کو تفصیلاً بیان فرمایا کہ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ امام قرطبی کے مطابق اس شب میں عبادت ان ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے جن میں لیلۃ القدر شامل نہ ہو۔ (قرطبی) اس شب کی فضیلت کو بتلانے کے لئے اتنا ہی کافی تھا کہ اس کو ہزار ماہ سے افضل اور بہتر قرار دیا گیا؛ لیکن اس کی مزید عظمت کو بیان کرنے کے لئے فرمایا: اس میں فرشتے اور روح الامین اپنے رب کے حکم سے اترتے ہیں، امام قرطبی کے بیان کے مطابق: اس شب میں ہر آسمان سے حتی کہ سدرۃ المنتہی سے بھی فرشتے نازل ہوتے ہیں اور لوگوں کی دعا پر آمین کہتے ہیں (قرطبی) شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ: اس شب میں ملائکہ کو زمین پر نازل کر کے بنی آدم کی عبادت، انابت الی اللہ اور تسبیح اور تہلیل کا نقشہ دکھلانا مقصود ہوتا ہے؛ تا کہ بنی آدم کے بارے میں فساد اور خون مچانے والی مخلوق کہہ ان کی پیدائش اور خلقت کے تعلق سے جو شبہات اور اندیشے ظاہر کئے تھے، اس کا مشاہداتی جواب ان کو مل جائے۔

اللہ عزوجل نے اس رات کی ایک صفت سلام بیان فرمائی ہے، حضرت نافع رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: شب قدر پوری ہی سلامتی اور خیر والی ہے، اس میں کوئی شر نہیں۔ امام شعبی فرماتے ہیں: سلام کے معنی یہ ہیں کہ اس شب میں غروب شمس سے طلوع فجر تک ملائکہ، مومنین کے لئے سلامتی کی دعا کرتے ہیں اور ہر مومن کو السلام علیکم ایھا المومن کہتے ہیں۔ ملائکہ کے اس نزول وصعود اور مومنین کے لئے دعا واستغفار کا سلسلہ صبح صادق تک جاری رہتا ہے۔ (قرطبی)

لیلۃ القدر کی وجہ تسمیہ

لیلۃ القدر کو لیلۃ القدر کیوں کہا جاتا ہے؟ قدر کے ایک معنی عظمت وشرف کے ہیں۔ زہری وغیرہ حضرات علما نے اس جگہ یہی معنی لئے ہیں اور اس رات کو لیلۃ القدر کہنے کی وجہ اس رات کی عظمت وشرف ہے۔ اور ابوبکر ورّاق نے فرمایا: اس رات کو لیلۃ القدر اس وجہ سے کہا گیا کہ جس آدمی کی اس سے پہلے اپنی بے عملی کے سبب کوئی قدر و قیمت نہ تھی اس رات میں توبہ واستغفار اور عبادات کے ذریعہ وہ صاحب قدر وشرف بن جاتا ہے۔ قدر کے دوسرے معنی تقدیر وحکم کے بھی آتے ہیں، اس معنے کے اعتبار سے لیلۃ القدر کہنے کی وجہ یہ ہوگی کہ اس رات میں تمام مخلوقات کے لئے جو کچھ تقدیر ازلی میں لکھا ہے اس کا جو حصہ اس سال میں رمضان سے اگلے رمضان تک پیش آنے والا ہے وہ ان فرشتوں کے حوالہ کر دیا جاتا ہے جو کائنات کی تدبیر اور تنفیذ امور کے لئے مامور ہیں۔ اس میں ہر انسان کی عمر اور موت اور رزق اور بارش وغیرہ کی مقداریں مقررہ فرشتوں کو لکھوا دی جاتی ہیں، یہاں تک کہ جس شخص کو اس سال میں حج نصیب ہوگا وہ بھی لکھ دیا جاتا ہے (قرطبی: ۱۳۰/۲۰) پھر پندرھویں شعبان کے متعلق جو تذکرہ آتا ہے کہ امور تقدیر کے فیصلے اس رات میں لکھے جاتے ہیں وہ اس طور پر کہ امور تقدیر کے اجمالی فیصلے تو شب براءت میں ہو جاتے ہیں، پھر ان کی تفصیلات لیلۃ القدر میں لکھی جاتی ہیں۔

لیلۃ القدر کون سی رات میں ہوتی ہے؟

اتنی بات تو قرآن کریم کی تصریحات سے ثابت ہے کہ شب قدر ماہ رمضان المبارک میں آتی ہے مگر تاریخ کے تعین میں علما کے مختلف اقوال ہیں جو چالیس تک پہنچتے ہیں، مگر تفسیر مظہری میں ہے کہ ان سب اقوال میں صحیح یہ ہے کہ لیلۃ القدر رمضان مبارک کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے، مگر آخری عشرہ کی کوئی خاص تاریخ متعین نہیں بلکہ ان میں سے کسی بھی رات میں ہو سکتی ہے، وہ ہر رمضان میں بدلتی بھی رہتی ہے۔ اور ان دس میں سے خاص طاق راتیں یعنی 29,27,25,23,21 میں ازروئے احادیث صحیحہ زیادہ احتمال ہے۔ اس قول میں تمام احادیث جو تعیین شب قدر کے متعلق آئی ہیں جمع ہو جاتی ہیں جن میں 21 , 23 , 29,27,25, کی راتوں میں شب قدر ہونے کا ذکر آیا ہے۔ اگر شب قدر کو ان راتوں میں دائر اور ہر رمضان میں منتقل ہونے والا قرار دیا جائے تو یہ سب روایات حدیث اپنی اپنی جگہ درست اور

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ثابت ہو جاتی ہیں کسی میں تاویل کی ضرورت نہیں رہتی، اسی لئے اکثر ائمہ فقہاء نے اس کو عشرہ اخیرہ میں منتقل ہونے والی رات قرار دیا ہے: (ابن کثیر) لیکن تمام اقوال میں راجح قول جمہور علماء کا ہے کہ وہ رمضان کی ستائیسویں رات ہے، جیسا کہ مسلم میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: ابی بن کعب رضی اللہ عنہ حضور اکرم اسے نقل فرماتے ہیں کہ: لیلۃ القدر ستائیسویں رات میں ہے اور ایک روایت میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ: خدا وحدہ لاشریک لہ کی قسم لیلۃ القدر جس میں قیام کرنے کے لئے حضور اکرم ﷺ نے ہمیں حکم دیا میں خوب جانتا ہوں کہ وہ رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔ ان کے علاوہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم وغیرہ بھی جیسا کہ ابن کثیر نے نقل کیا ہے حضور اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔

لیلۃ القدر کے بعض فضائل

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہ کی روایت سے آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تحروالیلۃ القدر فی العشر الاواخر من رمضان یعنی شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو اور صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر کی روایت سے آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فاطلبوھا فی الوتر منھا یعنی شب قدر کو رمضان کے عشرہ اخیرہ کی طاق راتوں میں طلب کرو۔ (مظہری) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص شب قدر میں ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے (عبادت کے لئے) کھڑا ہوا، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں (بخاری، مسلم) اس رات کی سب سے بڑی فضیلت تو وہی ہے جو اس سورت میں بیان ہوئی ہے کہ اس ایک رات کی عبادت ایک ہزار مہینوں یعنی تراسی 83 سال سے زائد کی عبادت سے بھی بہتر ہے، پھر بہتر ہونے کی کوئی حد مقرر نہیں، کتنی بہتر ہے کہ دوگنی چوگنی دس گنی سوگنی وغیرہ سبھی احتمالات ہیں۔ اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: شب قدر میں وہ تمام فرشتے جن کا مقام سدرۃ المنتہی پر ہے، جبرئیل امین کے ساتھ دنیا میں اترتے ہیں اور کوئی مومن مرد یا عورت ایسی نہیں جس کو وہ سلام نہ کرتے ہوں، بجز اس آدمی کے جو شراب پیتا یا خنزیر کا گوشت کھاتا ہو۔ اور ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: جو شخص شب قدر کی خیر و برکت سے محروم رہا وہ بالکل ہی محروم بدنصیب ہے۔

شب قدر کے اعمال

شب قدر اللہ عزوجل کی ایک عظیم نعمت ہے کہ اس کا پالینا اور اس میں ذکر وعبادت میں مشغول رہنا سعادت عظمی اور فلاح دارین کا باعث ہے، جو خوش قسمت اس شب کو پائے اسے چاہیے کہ اس میں اُس دعا کا زیادہ اہتمام کرے جو حضرت عائشہ سے منقول ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ: اگر میں شب قدر کو پاؤں تو کیا دعا کروں آپ نے فرمایا کہ: یہ دعا کرو: **اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی** یا اللہ آپ بہت معاف کرنے والے ہیں اور معافی کو پسند کرتے ہیں۔ میری خطائیں معاف فرمائیے۔ (قرطبی)

کم از کم اگر کسی کو اس شب میں پوری رات عبادت وذکر کی ہمت اور توفیق نہ ہو، تو جس قدر بھی ممکن ہو سکے اس کے شرف سے محروم نہ رہے اور کم از کم مغرب وعشاء کی نماز با جماعت کا ضرور اہتمام کرے۔ امام قرطبی نے عبید اللہ بن عامر بن ربیعہ کی روایت نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے شب قدر کی مغرب وعشاء کی نماز با جماعت ادا کی اس نے شب قدر سے اپنا حصہ پالیا۔ مقصد یہ ہے ہر شخص کو اس رات کا کچھ نہ کچھ حصہ مل جائے گا، اگرچہ تمام رات، شب بیداری کرنے والے کا حصہ اس سے زیادہ اور بہتر ہے۔

اللہ ہمیں اس کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کامیابی کی کلید

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

طوفان اس لئے آتے ہیں کہ اپنی تباہ خیزیوں کے ساتھ گذر جائیں، موجیں اس لئے متلاطم ہوتی ہیں کہ ساحل کو روند کر واپس چلی جائیں، آتش فشاں اس لئے پھوٹتے ہیں کہ زمین کے سینہ میں جولاوے چھپے ہوئے ہیں، وہ باہر آکر ساکت وجامد ہوجائیں، ان کی ہلاکت خیزیاں اور تخریب انگیزیاں اتنی شدید ہوتی ہیں، کہ لگتا ہے کہ کائنات کا کوئی ذرہ ان کے پنجۂ استبداد سے بچ نہیں سکے گا؛ لیکن ان کو ثبات و دوام حاصل نہیں ہوتا، انسان کی شخصی اور اجتماعی زندگی میں بھی ایسے طوفان اُٹھتے ہیں، کہ جس سے دل لرزنے اور قدم ڈگمگانے لگتے ہیں؛ لیکن اصل میں یہ اس کے لئے آزمائش کے لمحات ہیں، اگر وہ کچھ دیر اس میں استقامت کا ثبوت دے، کم ہمتی سے دوچار نہ ہو، جذبات سے مغلوب نہ ہو اور ردّ عمل کی نفسیات میں مبتلا ہوکر کوئی غیر دانش مندانہ اقدام نہ کر بیٹھے تو یہی مصیبت اس کے لئے راحت کا مقدمہ اور یہی وقتی پستی اس کے لئے سربلندی کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔

مومن کو قرآن نے ایسے مواقع پر دو باتوں کا حکم دیا ہے، صبر اور صلوٰۃ --- صبر کیا ہے؟ عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں، کہ کسی عزیز و قریب کی موت پر رونے دھونے سے اجتناب کا نام ''صبر'' ہے؛ لیکن حقیقت میں صبر کا دائرہ بہت وسیع ہے اور اس کا تعلق زندگی کے تمام شعبوں سے ہے، صبر کے معنی برداشت کرنے کے ہیں، قوت برداشت بہت بڑا جوہر ہے اور اس قوت سے محرومی بہت بڑا عیب ہے، جس آدمی میں قوت برداشت ہوتی ہے، اس میں تدبیر کی صلاحیت ہوتی ہے اور وہ مخالفت سازشوں سے نمٹنے کی مؤثر کاروائی کرسکتا ہے، انبیاء کو چونکہ سب سے زیادہ مخالف حالات سے گذرنا پڑتا ہے، اس لئے ان میں حلم و بردباری اور مخالفت کو سہنے کی صلاحیت من جانب اللہ سب سے زیادہ ودیعت ہوتی ہے۔

میرا منشا یہ نہیں ہے کہ صبر کا مطلب بزدلی اختیار کرنا اور حوصلہ ہار جانا ہے؛ بلکہ مقصد یہ ہے کہ حکمت کا دامن ہاتھ سے چھوٹنا نہیں چاہئے اور اپنے جذبات کو بے محل خرچ کرنے سے بچنا چاہئے، رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں قدم قدم پر اس کی مثالیں ملتی ہیں، صلح حدیبیہ کے موقعہ پر اہل مکہ کی جانب سے ایک جتھے نے مسلمانوں پر حملہ کیا جو کم وبیش چالیس افراد پر مشتمل تھا، ظاہر ہے کہ وہ لوگ مسلمانوں کے جان کے درپے ہوکر حملہ آور ہوئے تھے اور ان کی حقیقی سزا یہ تھی کہ یہ جس مقصد کے لئے آئے تھے، وہی رویہ ان کے ساتھ اختیار کیا جاتا یعنی انھیں قتل کردیا جاتا، یا کم سے کم وہ قید کر لئے جاتے؛ لیکن رسول اللہ ﷺ نے انھیں یوں ہی رہا فرما دیا؛ کیوں کہ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو یقیناً جنگ کی آگ بھڑک اُٹھتی اور اس سے چاہے جانی یا مالی نقصان کسی بھی فریق کا ہوتا؛ لیکن عربوں میں اسلام کے تئیں نفرت اور بڑھ جاتی؛ کیوں کہ وہ حرم کا بے حد احترام کرتے تھے، انھیں خیال ہوتا کہ مسلمانوں نے اب حرم کی حرمت کو بھی پامال کرنا شروع کردیا ہے، یہ ہوش کو جوش اور حکمت و مصلحت کو جذبات پر غالب رکھنے کی ایک مثال ہے۔

حضور ﷺ کی زندگی کا ایک معرکہ ''غزوۂ بنو مصطلق'' کے نام سے معروف ہے، اس غزوہ میں ایک انصاری اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام کے درمیان معمولی سی بات پر کچھ تیز وتند، گفتگو ہوگئی، پھر انصاری نے اپنی مدد کے لئے انصار کو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام نے مہاجر کو آواز دی اور اس طرح دو افراد کا جھگڑا دو گروہ کا جھگڑا بن گیا، عبد اللہ بن اُبی جو نفاق کے مرض میں مبتلا تھا؛ بلکہ گروہ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

منافقین کی قیادت کرتا تھا اور کسی ایسے موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیتا تھا جس سے اسلام کو اور مسلمانوں کو نقصان پہنچے، اس نے اس موقع کو اپنی ناشائستہ حرکت کے لئے بہت غنیمت جانا اور انصار کو یہ کہہ کر برانگیختہ کیا، کہ مہاجرین کے معاملہ میں تمہاری مثال عربوں کے اس محاورہ کی سی ہے کہ اپنے کتے کو کھلا پلا کر موٹا کرو، کہ وہ تمہیں ہی کاٹ کھائے ''سمن کلبک یاکلک'' عبداللہ بن اُبی کی اس ریشہ دوانی کی اطلاع حضور کو ایک کمسن انصاری صحابیؓ نے دی، جب آپ نے عبداللہ بن اُبی کو بلا کر استفسار فرمایا تو وہ صاف مکر گیا، کچھ دوسرے بزرگ انصار جو عبداللہ بن اُبی کے نفاق سے واقف نہیں تھے، انھوں نے بھی عبداللہ بن اُبی کی حمایت کی، اس موقع پر قرآن مجید کی آیت ان کمسن انصاری صحابیؓ کی تصدیق میں نازل ہوئی، حضور ﷺ نے ازراہِ شفقت ان کی گوش مالی کرتے ہوئے، ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق کی ہے۔

حضرت عمرؓ پر حق کا جوش غالب رہتا تھا، انھوں نے آپ سے اجازت مانگی، کہ عبداللہ بن اُبی کی گردن ماردی جائے، اگر حضور ﷺ اس کی اجازت مرحمت فرماتے تو یقیناً یہ بجا ہوتا، کہ ''الفتنة اشد من القتل'' لیکن آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا فرمایا کہ اگر میں ایسا کروں تو انصار کو غلط فہمی پیدا ہوسکتی ہے اور لوگ بھی ایسا سوچیں گے کہ محمد ﷺ خود اپنے رفقاء کو قتل کرا رہے ہیں، اس لئے آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی اور صحابہؓ کو کوچ کرنے کا حکم دیا، پھر آپ ﷺ اس پورے دن، رات اور آئندہ دن دوپہر تک خلاف معمول چلتے رہے، یہاں تک کہ صحابہؓ تھک کر چور ہو گئے تو آپ نے پڑاؤ کرنے کا حکم فرمایا، اس مسلسل سفر کا مقصد یہ تھا کہ لوگ اتنا تھک جائیں کہ انصار و مہاجرین کے درمیان جو تلخی وہاں پیدا ہوگئی تھی، اس کا اثر جاتا رہے، پھر ایک وقت آیا کہ خود عبد اللہ بن اُبی کے صاحبزادے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہ بہت مخلص مسلمان اور نبی کریم ﷺ کے خاص محبّین میں تھے، انھوں نے درخواست کی کہ میں اپنے والد کے نفاق سے واقف ہوں اور اگر آپ ﷺ کا حکم ہو تو میں خود انھیں قتل کرسکتا ہوں، آپ نے اس سے منع فرمایا اور ارشاد ہوا کہ جب تک کوئی شخص اپنے آپ ﷺ کو مسلمان ظاہر کرے گا، میں اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا ہی معاملہ کروں گا، پھر آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو یہ صورت حال بتائی، کہ اگر ہم اس وقت عبداللہ بن اُبی کے قتل کا حکم دیتے، تو اس سے بعض مخلص مسلمانوں کو بھی غلط فہمی ہوسکتی تھی؛ لیکن اب یہ صورتِ حال ہے کہ خود ان کے بیٹے ان کا سر قلم کرنے کو تیار ہیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی رائے میں برکت رکھی ہے: ''بارک اللہ فی رای رسولہ''۔

یہ وہی حکمت و مصلحت اور ہوش کو جذبات اور جوش پر ہوش کو غالب رکھنے کی بات ہے، رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں اس کی کتنی ہی مثالیں ملتی ہیں، موجودہ حالات میں مسلمانوں پر ضروری ہے، کہ وہ اس صورتِ حال کو سمجھیں، اگر ہم نے مغلوب الجذبات ہو کر چند پتھر پھینک دیئے، تو اس سے یقیناً دوسروں کا کچھ خاص نقصان نہیں ہوگا اور نہ اس سے آپ کو کوئی فائدہ حاصل ہوگا؛ البتہ اس سے آپ کے لئے بہت زیادہ نقصان و مضرت کا اندیشہ موجود ہے، کوئی انسان کتنا بھی ظالم اور بدخو ہو، اس کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کو اپنے ظلم و جور کے لئے کوئی دلیل ہاتھ آجائے، خواہ وہ کمزور سے کمزور تر کیوں نہ ہو، شیطان نے بھی اپنی عدول حکمی کے لئے ایک دلیل دریافت کرلی تھی، کہ حضرت آدم علیہ السلام کا مادۂ تخلیق اس کے مادہ تخلیق سے کمتر ہے، اس لئے وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کرے گا۔

اگر ہم مشتعل اور بے برداشت ہوکر کوئی معمولی سی حرکت بھی کر گزریں، تو جو لوگ اپنے سینوں میں بغض چھپائے رکھتے ہیں، ان کو اپنی زیادتی کے لئے سند جواز ہاتھ آجاتی ہے، گویا ہم اپنے ہاتھوں ان کو اشتعال کا ہتھیار دے دیتے ہیں، پھر لوگ واقعات

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اوراس کے اصل محرکات کونہیں دیکھتے؛ بلکہ ظاہری سبب کو ہی اس کا ذمہ دارٹھہراتے ہیں، اس لئے ایسے مواقع پر سوچنا چاہئے کہ کون سا قدم ہمارے مقصد کے لئے مفید ومعاون ہوگا۔

خدا کی مدد کا دوسرا ہتھیار ''صلوٰۃ'' ہے صلوٰۃ کے اصل معنی نماز کے ہیں، نماز ایک ایسی عبادت ہے، جس میں انسان خدا کے سامنے اپنے آپ کو مکمل طور پر بچھا دیتا ہے اور پیشانی سے لے کر پاؤں تک انگ انگ خدا کی بندگی میں مشغول ہوتا ہے، اس لئے نماز دراصل رجوع الی اللہ کا عنوان ہے، یعنی مشکل حالات میں انسان اپنے رب کی طرف پوری طرح رجوع ہوجائے، وہ خدا کی چوکھٹ پر اپنی پیشانی رکھ دے، کہ ہم محتاج ہیں تو غنی، ہم فقیر ہیں تو داتا، توان ہاتھوں کو خالی واپس نہ فرما، خدا کی طاقت بے پناہ ہے، یوں تو روز وشب خدا کی قدرت کو ہم دیکھتے ہی رہتے ہیں؛ لیکن یہ قدرت اسباب کے پردہ میں ظہور پذیر ہوتی ہے، کبھی کبھی خدا کی طاقت اسباب سے آزاد ہوکر بھی انسان کے مشاہدہ میں آتی ہے، غور کرو کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور قوم بنی اسرائیل کا پیچھا کرنے کے لئے فرعون کا لشکر جرار جمع ہورہا تھا اور کبر وغرور سے مغرور ہوکر نکل رہا تھا، تو لوگ یہی دیکھ رہے تھے کہ یہ لشکر مسلمانوں کو نیست ونابود کرنے کے لئے چل رہا ہے؛ لیکن اللہ کے یہاں یہ بات مقدر تھی، کہ ان کا یہ اجتماع خود ان کے نیست ونابود ہونے کا ذریعہ بن جائے گا؛ چنانچہ وہی ہوا۔ بدر کے معرکہ میں بڑے بڑے سورما اور بہادر مکہ سے چلے آئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا کہ مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو تمہارے سامنے ڈال دیا ہے، ان کے جوش وخروش کو دیکھ کر لوگوں کو خیال گذرا ہوگا کہ یہ تو مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے؛ لیکن کسے خبر تھی کہ اللہ تعالیٰ ان سورماؤں کو اس لئے جمع کررہا ہے کہ خود ان کا وجود صفحہ ہستی سے مٹ جائے اور مکہ کو اپنے ضدی سرداروں سے نجات مل جائے، آئندہ اہل مکہ کے لئے دعوتِ حق کو قبول کرنا آسان ہو۔ غزوۂ احزاب میں اتحادیوں کی ایک پہاڑ جیسی فوج اس لئے جمع ہوئی تھی کہ مسلمانوں کے مقابلہ تمام اسلام مخالف طاقتوں کو متحد و مربوط کردیا جائے؛ لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ بات منظور تھی کہ اس آخری کوشش کی ناکامی کے بعد ہمیشہ کے لئے ان کی ہمت ٹوٹ جائے اور خود ان کی صفیں بکھر جائیں۔

اس لئے ہمیں خدا کی طرف اور اس کے خزانہ وطاقت سے مدد لینا چاہئے، پھر اس کے لئے نہ کوئی چیز اَن ہونی ہے اور نہ کوئی بات ناممکن، وہ چاہے تو وقت کی سپر طاقتوں کو راکھ کا ڈھیر بنادے اور اپنے کمزور بندوں کو آہن وفولاد سے زیادہ طاقتور، دُعاء کا مقصد یہی ہے کہ مومن خدا کے غیبی خزانہ سے اپنا مدعا حاصل کریں---

یہی صبر اور رجوع الی اللہ، اللہ کی مدد کی کلید اور کامیابی کا ہتھیار ہے اور بے صبری اور خالق کے بجائے مخلوق پر بھروسہ، مؤمن کے لئے ناکامی ونامرادی کا پیش خیمہ، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ صبر اور صلوٰۃ کے ذریعہ اللہ سے مدد چاہو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، یہ آخری فقرہ صبر کی مزید تاکید کے لئے ہے؛ کیوں کہ صبر ایک مشکل کام ہے یہ اپنے جذبات کی آگ کو اپنے آپ بجھانا اور نفس کے تقاضوں کو آپ قتل کرنے کے مترادف ہے، انسان کا کسی مقصد کے لئے یکبارگی جان دیدینا، نسبتاً آسان ہے؛ لیکن کسی کاز کے لئے گھٹ گھٹ کر مرنا اور مسلسل اپنے جذبات کو تختۂ دار پر چڑھانا بہت دشوار، اسی لئے شاعر نے خوب کہا ہے :

سلگنا اور شئے ہے جل کے مرجانے سے کیا ہوگا\
ہوا ہے کام جو ہم سے وہ پروانوں سے کیا ہوگا

موجودہ حالات میں ہمیں اپنے آپ سلگنے کا حوصلہ پیدا کرنا چاہئے، ہمارے دل حوصلۂ و ہمت سے معمور ہوں، ہمارے جذبات کی لگام حکمت وشعور کے ہاتھوں میں ہو، ہماری پیشانی میں خدا کے یقین کا نور ہو، اور ہمارے ہاتھ اپنے خالق کے حضور اُٹھے ہوئے ہوں، یہی ہمارے لئے کامیابی کا راستہ ہے اور اسی طرح ہم اللہ کی مدد کے مستحق ہوسکتے ہیں۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

امام الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

کی تصانیف و مؤلفات، فتاویٰ، رسائل، مکتوبات اور مجموعۂ کلام

زیر قلم تالیف: امام الہند، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

احوال، خدمات، کارنامے، تصانیف و متعلقات اور تلامذہ کا ایک باب

قسط : 6

____حضرت مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی

آخر طباعت لاہور کے مولانا غلام رسول کے دس شعروں پر مشتمل قطعہ تاریخ ہے، جس کے آخری مصرعہ میں درج، فقرۂ تاریخ ''بگو سر سبز و تازہ بوستانے'' کے اعداد سے معلوم ہو رہا ہے، کہ یہ طباعت ۱۲۷۷ھ [۶۱-۱۸۶۰ء] کی ہے۔ قطعۂ تاریخ طباعت یہ ہے:

باحوال اکابر خوش بیانے — زگلہائے فوائد گلستانے
شگفتہ جا بجایش لالہ و گل — بہر شاخش ز بلبل داستانے
نسیمش جانفزائے طالب دیں — عجب باغ و عجیبے باغبانے
جناب مولوی عبدالعزیز است — محدث دہلوی فرد الزمانے
فلک پشتِ خمیدہ گشت جویان — نمی بیند زمثل او نشانے
زاصحاب حدیث، اوکرد تحقیق — کہ گشتہ کور از ہر بدگمانے
بیا، اے شایق اتباع سنت — بجز چندین جمادی دادہ جانے
بطبعش احمد جامی مثاب است — بود از آفات در حفظ وامانے
بوصف و مدح او در ضمن تاریخ — خرد گفتا مرا، بعد از زمانے

بہ بے خبری کہ می پرسد کہ ایں چیست
بگو! ''سر سبز و تازہ بوستانے''

آخری مصرعہ کے تاریخ نما الفاظ کے اعداد کی تفصیل یہ ہے:

سر ۲۶۰ ___ سبز ۶۹ ___ و ۶، تازہ ۴۱۳ ___ بوستا ۴۶۹ ___ نے ۶۰ [حاصل اعداد: ۱۲۷۷ھ]

مقام طباعت کی آخر میں بھی صراحت نہیں، یہ طباعت نسبۃً بڑی پیمائش [طول ۲۷/۱۶ جس میں تقریباً چار پانچ انچ کا حاشیہ چھوٹا ہوا ہے] کے ایک سو چھیالیس صفحات پر مشتمل ہے، فی صفحہ اکیس سطور ہیں۔

بستان کے ایک سے زائد قلمی نسخے، اسی طباعت کی نقل ہیں، قطعۂ تاریخ کے آخری مصرعوں میں ہے کہ اس طباعت کے لئے احمد جامی نے کوشش کی ہے، لاہور سے بستان کی جو اشاعتیں ہوئیں، وہ تقریباً سب ہی احمد جامی اور ان کے بیٹوں [فقیر اللہ اور عبدالعزیز] کی توجہ اور کوشش سے سامنے آئی تھیں۔ احمد جامی کے دونوں بیٹوں کے دو الگ، الگ پریس تھے، مطبع محمدی اور گلزار محمدی، دونوں سے بستان بار بار چھپی۔

مطبع محمدی کی طباعت پر، فقیر اللہ، احمد جامی اور عبدالعزیز کا نام چھپا ہے، اس کے بعد مطبع گلزار محمدی کی طباعت بھی، عبدالعزیز و عبدالرشید کی فرمائش سے آئی تھی۔

۲- مطبع محمدی، لاہور بلاسنہ: بستان المحدثین کی دوسری

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

طباعت مطبع محمدی، لاہور کی ہے، یہ طباعت بھی ابن احمد جامی، جناب عبدالعزیز وفقیر اللہ کی کوشش سے چھپی تھی۔

اس طباعت کی کتابت، کسی قدر باریک قلم سے مگر صاف ہے، یہ ایک اچھی طباعت ہے، جو ایک سو پینتیس صفحات پر مشتمل ہے، آخر کے دو صفحات [۱۳۵،۱۳۶] میں فہرست مطالب بستان المحدثین ہے، آخری چار چھ سطروں میں، حضرت شاہ عبدالعزیز کے احوال کے اشارات ہیں۔

۳-مطبع گلزار محمدی لاہور، بلاسنہ: یہ بھی عبدالعزیز و عبدالرشید صاحبان کی فرمائش پر چھپی تھی، مگر اس کا خط اور طباعت ایسی عمدہ نہیں ہے، جیسی مطبع محمدی کی تھی۔

اس طباعت میں فی صفحہ تیئیس [۲۳] سطور ہیں اور یہ کل ایک سو چھتیس [۱۳۶] صفحات پر مشتمل ہے، ۱۳۵ اور ۱۳۶ پر فہرست مضامین بستان ہے اور بالکل آخر میں، حضرت مصنف کے چند سطروں میں مختصر حالات ہیں، سنہ طباعت درج نہیں، لیکن اس کی بڑی خوبی یہ ہے، جو کسی اور طباعت میں نظر نہیں آئی کہ کتاب کے جو اہم مضامین ومندرجات ہیں، حاشیے میں ف [فائدہ] کا اشارہ دے کر، اس کے ضروری عنوانات ومباحث کا خلاصہ درج کر دیا ہے۔ ایک اور بات یہ ہے کہ بستان میں حضرت شاہ صاحب کے مرتبہ جو عنوانات ہیں، کتابوں کے نام یا خاص مصنفین کے احوال ، حاشیے میں اسی عنوان کو کسی قدر جلی کر کے لکھ دیا ہے۔

۴-دہلی: ۱۲۹۳ھ : نصرت المطابع دہلی سے ۱۲۹۳ھ [۱۸۶۷ء] میں آئی تھی، یہ اشاعت نہایت کمیاب ہے، اس طباعت کے متعلق چند معلومات، جناب ڈاکٹر عارف نوشاہی صاحب نے فراہم کی ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کی یہ اشاعت، نواب محمد احمد خاں ابن نواب مہابت خاں والی جوناگڈھ کی فرمائش پر، ۱۲۹۳ھ [۱۸۷۶ء] میں چھپی تھی، جو ایک سو چھبیس صفحات پر مشتمل ہے۔ (۶۶)

جناب ڈاکٹر عارف نوشاہی صاحب نے فارسی مطبوعات کی، اپنی بڑی تصنیف [یا وسیع فہرست] میں، بستان المحدثین کی تین اشاعتوں کا اور ذکر کیا ہے، یہ اشاعتیں میری نظر سے نہیں گذریں، ان کی معلومات جناب نوشاہی صاحب کے دلی شکریہ کے ساتھ پیش ہیں:

۵-مطبوعہ لاہور: بستان المحدثین ۲-۱۳۰۱ھ [۱۸۸۴ء] لاہور

۶-مطبوعہ لاہور: بستان المحدثین ۱۱-۱۳۱۰ھ [۱۸۹۳ء] لاہور

۷-مطبوعہ لاہور: بستان المحدثین ۱۸-۱۳۱۷ھ [۱۹۰۰ء] باہتمام فقیر اللہ وعبدالعزیز۔ لاہور (۶۷)

۸-مجتبائی دہلی: ۱۸۹۸ء: بستان المحدثین کی مقبولیت و پذیرائی اور استقبال ہمیشہ ہوتا رہا، اسی وجہ سے ہندوستان کے ایک بڑے طباعتی ادارہ، مطبع مجتبائی دہلی نے بھی، اس کو کم سے کم دو مرتبہ شائع کیا۔ مجتبائی کی پہلی اشاعت دسمبر: ۱۸۹۸ء [رجب ۱۳۱۶ھ] کی ہے، یہ نسخہ ایک سو اکتیس صفحات پر مشتمل ہے، کتابت درمیانی ہے، فی صفحہ تینتیس سطریں ہیں، آخری صفحہ [۱۳۲] پر مطبع کی جانب سے کلمات معذرت ہیں، کہ ہمارے سامنے جو نسخہ تھا، وہ بہت غلط تھا، دوسرا [قلمی] نسخہ نہ مل سکا، جس سے اس کی تصحیح کر لی جاتی، خود سے تصحیح عبارات ومعانی کی جو کوشش ہوسکتی تھی وہ کی گئی۔

"کتابت مستطاب بستان المحدثین مخفی نماند کہ نسخۂ اصل ایں کتاب بسیار غلط بود، ونسخہ صحیحہ از جائے دیگر میسر نیامد، لہٰذا حتی الامکان درتصحیح آں دقیقہ فرونگذاشتم، وسعی بلیغ رابکار بردیم

اما یک دوجا کہ از اختلاط عبارت وتبدل الفاظ، صورتی دیگر پیدا شدہ بود، وفہم معانی ازاں دشوار بلکہ بغایت دشوار بود، بر مطابقت اصل اکتفا نمودیم۔ امید کہ صاحبان اولی الابصار معذور داشتہ معاف فرمایند"

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

۹- مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۳۳ھ [۱۹۱۵ء] مطبع مجتبائی کی ایک اور طباعت، رجب ۱۳۳۳ھ [جون ۱۹۱۵ء] کی ہے، جو ایک سو اکتیس صفحات پر مشتمل ہے، اس کے آخری صفحہ پر ایک سطر کا مختصر خاتمۃ الطبع بھی درج ہے۔ لکھا ہے:

''تمام شد کتاب بستان المحدثین، تصنیف عمدۃ المفسرین، زبدۃ المحدثین، ذوالادب والتمیز مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی''

آخری صفحہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ طباعت، مجتبائی کی پہلی طباعت کی، جوں کی توں نقل ہے، جس میں کوئی ترمیم وتغیر نہیں کیا گیا۔

۱۰- جدید طباعت زاہدان، ایران: راقم سطور نورالحسن راشد کاندھلوی نے، بستان کی اپنی مرتبہ پہلی طباعت [کاندھلہ ۱۴۳۷ھ/ ۲۰۱۶ء] کی تمہید میں لکھا تھا:

''دارالعلوم زاہدان [ایران] کے ایک فاضل، مولانا عبدالرحمٰن سلیمی خراسانی نے بستان المحدثین کے فارسی متن کا، متعدد نسخوں سے مقابلہ کرکے محقق نسخہ تیار کیا ہے، اس کی روایات و اطلاعات کی تخریج وتعلیق کی ہے، یہ نسخہ عمدہ فارسی ٹائپ پر چھپ رہا ہے،'' (۶۸)

نسخۂ کاندھلہ کی طباعت کے ایک ڈیڑھ سال بعد، نسخۂ زاہدان سامنے آیا، اگرچہ اس میں خطی نسخوں سے مقابلہ وتصحیح کی بات تو نہیں، لیکن عمدہ لائق توجہ اشاعت ہے۔

نسخۂ زاہدان، چارسواڑتیس [۴۳۸] صفحات پر مشتمل ہے، کمپوزنگ صاف ہے، ایران میں عمدہ طباعت کا ذوق ہے، یہ اشاعت بھی اسی کی نمائندگی وترجمانی کررہی ہے۔ استاد، مولانا عبداللطیف ناروئی کی رہنمائی میں، مولانا عبدالرحمٰن سلیمی کی تحقیق وتعلیق اور مقدمہ سے مزین، پہلی بار تربت جام، انتشارات آوائے اسلام، ایران سے شائع ہوئی ہے، تاریخ طباعت کے لئے ایرانی سنہ ۱۳۹۵ درج ہے۔ ہجری یا عیسوی سنہ موجود نہیں۔ زاہدان کی یہ طباعت، بستان المحدثین کی فارسی طباعتوں اور ترجموں میں بھی ایک امتیاز رکھتی ہے۔

- فارسی متن کی سب سے پہلی اشاعت کے وقت سے عصر حاضر تک، طباعت زاہدان کو تصحیح متن اور ضوابط املاء وکتابت کی روشنی میں مرتب، پہلا نسخہ کہنا چاہئے۔

اگرچہ جناب مرتب نے اس نسخہ کی تصحیح وتدوین پر خاصی محنت اور توجہ کی ہے، مگر جناب مرتب کی بنیادی کلیدی نسخوں تک رسائی نہیں ہوئی، عبدالرحمان سلیمی صاحب کو بستان کے صرف دو نسخے دستیاب ہوئے، ان میں سے ایک نسخہ سلیمی صاحب نے خطی خیال کیا ہے، (۶۹) مگر یہ رائے صحیح نہیں، موصوف نے اس نسخہ کے ایک صفحہ کا عکس اپنی طباعت میں شامل کیا ہے، جس کی اصل نسخہ سے مراجعت کے بعد طے ہے، کہ یہ خطی نسخہ نہیں، بلکہ گلزار محمدی، لاہور کی طباعت کا عکس ہے، اگرچہ اس طباعت پر سنہ طباعت درج نہیں، مگر قیاساً ۱۳۰۷ھ کے بعد کی طباعت ہے، اس سے پہلے بستان المحدثین کم سے کم دو مرتبہ اور چھپ چکی تھی، سب سے پہلی طباعت لاہور کی ۱۲۷۷ھ کی ہے۔

ایرانی مرتب نے، بستان کے اپنے سامنے موجود نسخہ کی جزوی تصحیح کی ہے، اس نسخہ کی کتابت وتحریر میں بعض فروگذاشتوں کی نشاندہی کی ہے، قدیم ہندوستانی اور موجودہ فارسی ایرانی طرز املاء وکتابت میں جو فرق ہے، اس کا خیال کرتے ہوئے، نئے فارسی طریقہ اور ترتیب پر اس کو مرتب اور کمپوز کیا ہے، جس میں علاماتِ قرأت کا اہتمام ہے۔

- اس طباعت میں ذیلی عنوانات لگائے گئے ہیں، تخریج روایات پر بھی کسی قدر توجہ رہی، اور کتاب میں درج شخصیات کا تعارف کرایا گیا ہے، جس میں مولانا ڈاکٹر اکرم ندوی صاحب کے حواشی سے بھی خاصا استفادہ ہے اور مرتب کے قلم سے خاصے اضافے بھی ہیں۔
- آیات قرآنی اور احادیث شریفہ کی عربی عبارات کا، فارسی میں ترجمہ کیا ہے، جس سے کتاب گویا مکمل ہوگئی ہے۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

● اس دور میں، ہندوستان میں فارسی لکھنے والوں کا معمول تھا، کہ وہ درمیان عبارت میں بے تکلف عربی کلمات یا فقرے بھی لکھتے رہتے تھے، ایساہی شاہ حب نے بستان المحدثین میں بھی کیا ہے، ایرانی نسخہ کے مرتب نے ایسے تمام الفاظ اور فقروں کا بھی، فارسی میں ترجمہ کردیا ہے۔

● جن مقامات پر مرتب کو محسوس ہوا کہ یہاں وضاحت کی ضرورت ہے یا کچھ ضروری بات رہ گئی ہے، اس کا قوسین میں او رکہیں کہیں بغیر قوسین کے بھی اضافہ کیا ہے۔

● عربی اشعار پر اعراب لگائے ہیں اور حاشیہ میں فارسی ترجمہ دے دیا ہے۔

● مرتب نے مطبوعات کے علاوہ، پی ڈی ایف (PDF) کے نسخوں کا بھی حوالہ دیا ہے، مثلاً حضرت شاہ صاحب نے خطیب کی تاریخ بغداد کی، ایک عبارت نقل کرتے ہوئے، یونس بن عبدالاعلیٰ کے حوالہ سے امام شافعی کا فقرہ:

ما رأیت الدنیا وما رأیت الناس

نقل کیا ہے، مگر عبدالرحمٰن سلیمی صاحب کی اطلاع ہے کہ شاہ صاحب نے جو الفاظ حضرت امام شافعی کے حوالہ سے نقل کئے ہیں وہ نہ تاریخ بغداد کے مطبوعہ نسخہ میں ہیں، نہ اس خطی نسخہ میں جس کا پی ڈی ایف سلیمی صاحب کے سامنے ہے۔ مگر اس طلاع میں خود سلیمی صاحب کو مغالطہ ہوا۔ خطیب کی تاریخ بغداد کی پہلی طباعت اور شیخ بشار عواد معروف کی تحقیق سے جو نسخہ آیا ہے، دونوں میں بھی (۷۰) یہ روایت وعبارت موجود ہے۔

● عبدالرحمٰن سلیمی صاحب نے حواشی میں توازن واعتدال قائم رکھا ہے، جن ائمہ، فقہاء، محدثین کا بستان [مرتبہ مولانا اکرم ندوی صاحب] میں مناسب تعارف نہیں، ایسے موقعوں پر اہتمام سے لکھا ہے، مثلاً مولانا اکرم صاحب نے، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کے اصول پر کچھ نہیں لکھا اور نہ اس کے لئے معتبر مراجع کی رہنمائی کی تھی، سلیمی صاحب نے ان دونوں ضرورتوں کے پورا کرنے پر توجہ کی، امام صاحب اور مسانید حضرت امام ابوحنیفہ کا تعارف لکھا ہے، جس سے حضرت امام صاحب اور مسانید، دونوں کے مقام ومرتبہ کا علم ہوتا ہے۔ **فجزاہ اللہ تعالیٰ**

● آخر میں یہ بھی عرض کردینا چاہئے، کہ عبدالرحمٰن سلیمی صاحب نے، حضرت شاہ عبدالعزیز کے شروع میں جو حالات لکھے ہیں، اس میں بعض اطلاعات، مشتبہ اور کمزور معلوم ہوتی ہیں، اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ کی شخصیت، ایسی ہشت پہلو اور متنوع کمالات کی حامل ہے، بلکہ اپنے کمالات میں مرتبہ امامت رکھتی ہے، اس لئے حضرت شاہ ولی اللہ کے احوال وخدمات کے لئے مزید کتابوں کا حوالہ ازبس ضروری تھا۔

● شاہ عبدالعزیز نے بستان میں بعض جگہ مقامی اطلاعات اور دلّی کی بول چال کے الفاظ، کسی بات کی تفہیم کے لئے لکھے ہیں، ظاہر ہے کہ جو دلی کا باشندہ نہیں ہے اور یہاں کی مقامی زبان کو نہیں جانتا، اس کے لئے ان الفاظ کو سمجھ لینا مشکل ہی ہوگا، ایساہی ایک لفظ، جس کو شاہ صاحب نے استعمال کیا، کٹرہ [ک، ٹ، ر، ہ] ہے، دلی میں ایسے بیسیوں مقامات ہیں، جو کٹرہ سے مشہور ہیں، کٹرہ نیل وغیرہ، سلیمی صاحب نے اس کو کطرہ کردیا ہے، جو صحیح نہیں ہے۔

تاہم، بحیثیت مجموعی سلیمی صاحب کا مرتبہ نسخہ، بستان المحدثین کے اس وقت تک شائع نسخوں میں سب سے بہتر نسخہ ہے اور امید ہے کہ آئندہ اشاعتوں میں مزید بہتر اور زیادہ جامع ومفید ہوجائے گا۔

راقم سطور کو اس ایرانی نسخہ کے مطالعہ کا اس وقت موقع ملا، جب بستان پر میرا کام مکمل ہوکر، کمپوزنگ اور تصحیح کے مرحلہ سے گذر چکا تھا، آئندہ اس سے اخذ واستفادہ کی کوشش ہوگی، انشاء اللہ تعالیٰ!

بستان کے ترجمے اور ان کی اشاعتیں

پہلا اردو ترجمہ، مولانا عبدالسمیع دیوبندی: حاجی محی الدین

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

صاحب ،سوداگر لشکر، بنگلور نے ، مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند سے، بستان کے اردو ترجمہ کی خواہش کی تھی مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نے اردو ترجمہ کے لئے ، دارالعلوم کے استاذ، مولانا عبدالسمیع صاحب دیوبندی کو ہدایت کی، مولانا عبدالسمیع صاحب نے ، ہدایت کے مطابق، اردو ترجمہ پر توجہ کی اور اس کو پورا کردیا۔ مولانا عبدالسمیع صاحب نے لکھا ہے:

''حمد وصلوٰۃ کے بعد ، یہ نیازمند بارگاہ رفیع، عبدالسمیع دیوبندی برادران اسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے، کہ جب مصدر حسنات بیکراں، جناب کے، حاجی محی الدین صاحب نے ، بحرالعلوم، وحیدالعصر، استاذی مولانا حبیب الرحمٰن صاحب متع اللّٰہ بطول بقائه وأدام فیوض برکاته مددگار مہتمم دارالعلوم دیوبند سے، بستان المحدثین کا ترجمہ، اردو زبان میں کرانے کے لئے ، اپنی خواہش کو ظاہر فرمایا، تو حضرت استاذی مدظلہ نے ، مجھ کو اس کام کے لئے مامور فرمایا، اگرچہ میں اس اہم امر کے لائق نہ تھا، لیکن تعمیل ارشاد کو اپنا فخر سمجھا اور اس خیال کو پیش نظر رکھ کر، کہ حق تعالیٰ اس کتاب سے مخلوق کو نفع پہنچائے ، بامداد الٰہی، سلیس عبارت میں اس کا ترجمہ کیا اور اس کا نام روض الریاحین رکھا

مولانا نے اس ترجمہ کو روض الریاحین کے نام سے موسوم کیا تھا، مگر اس نام کی شہرت نہیں ہوئی، یہ کتاب ترجمہ بستان المحدثین کے نام سے ہی مشہور ہوئی، اصل نام گویا مفقود ہے۔ اس ترجمہ کی تمہید کی تاریخ تالیف: ۲۵/ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ [یکم مارچ ۱۹۱۶ء] درج ہے۔ یہ ترجمہ ۱۳۳۴ھ [۱۹۱۶ء] میں مطبع قاسمی دیوبند سے شائع ہوگیا تھا۔

پہلی اشاعت کے سرورق پر یہ عبارت چھپی ہے:

قال النبی ﷺ إنما أنا قاسم واللّٰه یعطی

الحمد للّٰہ علی احسانه، کتاب روض الریاحین

ترجمہ اردو

۱۳۳۴ھ ۱۹۱۶ء

بستان المحدثین

مؤلفہ، جامع کمالات صوری ومعنوی، حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

مترجمہ

مجمع الفضائل والکمال، جناب مولانا مولوی عبدالسمیع صاحب دیوبندی

مدرس دارالعلوم، دیوبند

حسب فرمائش

جناب حاجی محمد محی الدین صاحب، سوداگر لشکر، بنگلور

باہتمام: جناب مولانا حبیب الرحمٰن صاحب، مالک مطبع

مطبع قاسمی دیوبند میں طبع ہوئی۔

تعداد طبع اول ۵۰۰ کاپی رائٹ محفوظ ہے قیمت فی جلد: ۱۲

مطبوعہ ۱۳۳۴ھ۔ ۱۹۱۶ء کل ۲۱۶/صفحات

الحمد للہ، کہ ترجمہ بستان المحدثین مطبع قاسمی دیوبند میں، ۱۳۳۴ھ میں چھپ کر تیار ہوا۔

................حواشی................

(۶۶) کتاب شناسی آثار فارسی چاپ شدہ در شبہ قارہ ــ تالیف: ڈاکٹر عارف نوشاہی ــ ص: ۲۳۵۰، جلد چہارم ــ تہران ۲۰۱۲ء

(۶۷) کتاب شناسی آثار فارسی چاپ شدہ در شبہ قارہ ــــ تالیف: ڈاکٹر عارف نوشاہی ــ ص: ۲۳۵۰، جلد چہارم ــ تہران ۲۰۱۲ء

کتاب شناسی ــ ہندوستان میں دستیاب نہیں، اس کے متعلقہ صفحات کے عکس کے لئے: مصنف کتاب، ڈاکٹر عارف نوشاہی صاحب کا ممنون ہوں۔ شکریہ!

(۶۸) بستان المحدثین، اردو ترجمہ مرتبہ نورالحسن راشد کاندھلوی ص: ۳۸ [کاندھلہ ۱۴۳۷ھ/ ۲۰۱۶ء]

(۶۹) مقدمہ ص: ۱۰

(۷۰) تاریخ بغداد ص: ۴، جلد اول دارالکتاب العربی ، بیروت ۔ تحقیق: شیخ بشار عواد معروف جلد اول، ص: ۲۹۲، [دارالغرب الاسلامی، بیروت ۔ ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء]

[جاری......]

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اصلاح معاشرہ کا تصور

قرآنی تعلیمات کی روشنی میں

سالم فاروق ندوی ریسرچ اسکالر ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی علی گڑھ

قرآن کریم ایک جامع، ہمہ گیر، آفاقی اور غیر متزلزل اصولوں پر مبنی کتاب ہدایت ہے، جسے ساری انسانیت کی ہدایت و رہنمائی کے لیے خالق کائنات نے نازل فرمایا ہے اور جو ایمان و عقیدہ کے ساتھ انسانی زندگی کے تمام مسائل سے بحث کرتی ہے، اسی طرح قرآن کریم کی ہمہ گیر آفاقی تعلیمات زندگی کے سماجی پہلوؤں کو بھی اہمیت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم انسانوں کے باہمی میل جول سے پیدا ہونے والی اجتماعیت کو صرف تسلیم ہی نہیں کرتا ہے، بلکہ اس اجتماعیت کی نشو ونما اور اس کو پائدار بنانے میں معاونت بھی کرتا ہے اور اسے ایسے فطری اصول دیتا ہے جن سے اجتماعیت کو تقویت ملے۔ اور ایسے عوامل کا قلع قمع کرتا ہے جو اسے بگاڑ دیں یا محدود اور غیر مفید بنادیں۔

قرآن کریم جس معاشرہ میں نازل ہوا اس میں شرک و بت پرستی کے ساتھ ساتھ (۱) شراب نوشی (۲) جوا (۳) سود (۴) فحاشی و عریانی (۵) زنا (۶) رقص وسرود (۷) ہم جنس پرستی (۸) رنگ و نسل کی بنیاد پر باہمی تفاخر (۹) قبائلی عصبیت اور (۱۰) لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے جیسی بہت سی دیگر سماجی برائیاں شامل تھیں۔ حتیٰ کہ نبی اکرمؐ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں "کل امر الجاھلیة موضوع تحت قدمی" کا تاریخی اعلان فرمایا کہ آج جاہلی سماج کی تمام چیزیں میرے پاؤں کے نیچے ہیں اور اس طرح آپ ﷺ نے معاشرہ کی تمام برائیوں کا خاتمہ کیا۔ نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر طیار کی تقریر کا ماحصل بھی مذکورہ تمام برائیوں کا خاتمہ کر کے معاشرہ کی اصلاح تھا۔

قرآن کریم کی سماجی تعلیمات کا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ معاشرہ ایمان و عقائد کے ساتھ محبت، ہمدردی، اور مثبت تعاون باہمی کا آئینہ دار ہو، جہاں ہر شخص کو اس کے متعلقہ حقوق اور سماجی اصولوں کے مدنظر معتدل فطری قول وفعل کی آزادی حاصل ہو، اسی لیے قرآن کریم کی کئی سورتیں اخلاق، معاشرت اور قانون کے ایسے احکام و ہدایات کے ساتھ نازل فرمائی گئیں جن کا مقصد یہ ہے کہ، اول تو مسلم معاشرے کو برائیوں کی پیداوار اور ان کی نشر واشاعت سے محفوظ رکھا جائے اور اگر وہ پیدا ہو ہی جائیں تو پھر ان کا پورا پورا تدارک کیا جائے۔

قرآن کریم جس طرح کے معاشرہ کی تشکیل چاہتا ہے وہ دراصل سلیقہ وتہذیب، حسن بندگی، دعوت دین، احساس عبدیت کا مظہر اور جملہ کائناتی حقوق کا محافظ ہو، جہاں زندگی کے ہر معاملہ میں معتدل رویہ ہو۔ اخلاق واقدار کی پاسداری بھی ایسی ہو کہ امیر وغریب کا امتیاز تک نہ رہے۔ انسان کامل کی تعمیر اور مثالی معاشرے کی تشکیل کے سلسلہ میں قرآن حکیم کی ہدایات انفرادی و اجتماعی دونوں سطح پر نہایت معتدل گفتگو کرتی ہے۔ قرآن کریم نے اخلاق اور حقوق کے ادا کرنے پر پورا زور دیا ہے۔ خواہ وہ والدین کے حقوق ہوں یا رشتہ داروں اور پڑسیوں کے یا عام انسانوں کے۔ غلط بیانی، افواہ، جھوٹ، جھوٹی گواہی، حسد، کینہ، بغض، غیبت، بہتان، تمسخر، کبر وغرور، فتنہ وفساد، چوری، ناحق قتل، ظلم و تشدد، ڈاکہ زنی، رہزنی، دھوکہ دہی، وعدہ خلافی اور باہمی کشیدگی سے روکا ہے کیونکہ یہ چیزیں سماج کو کھوکھلا کرنے والی ہیں۔ قرآن ایک ایسا معاشرہ چاہتا ہے جس میں خیر وشر کے پیمانے متعین ہوں کیوں کہ جس معاشرہ میں خیر کے قیام اور شر کے مٹانے کی سعی نہیں ہوتی وہ بالآخر ہلاک ہو جاتا ہے۔ اسی لیے قرآن ہر اس فعل سے روکتا ہے جس سے معاشرہ فساد کا شکار ہو اور ہر اس کام کے کرنے پر آمادہ کرتا ہے جس سے معاشرہ کا امن وسکون برقرار ہو۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

قرآن کریم کے نزدیک سماج کی اصلاح کے لیے سب سے اہم اور مقدم شئی عقائد ونظریات ہیں، جن پر ہر خیر کی عمارت تعمیر ہوتی ہے، بندہ کا اپنے رب سے کیا تعلق ہونا چاہیے اور رسول اللہ ﷺ کی عظمت ومحبت کیسی ہونی چاہیے، جب تک اس میں استحکام نہ ہو، اگلے سب احکامات تقریباً بے سود ہیں۔

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَیْنَ یَدَیِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِیعٌ عَلِیمٌ (الحجرات)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو، یقیناً اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں: ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو اپنے نبی کے آداب سکھاتا ہے کہ تمہیں اپنے نبی کی توقیر و احترام، عزت وعظمت کا خیال کرنا چاہیے، تمام کاموں میں اللہ اور اس کے رسول کے پیچھے رہنا چاہیے، اتباع اور تابعداری کی خو ڈالنی چاہیے۔ اللہ کا سچا مومن بندہ کسی بھی کام میں جب تک حکم الٰہی نہ معلوم ہو آگے نہیں بڑھتا، اللہ کے سامنے اور اس کے رسول کے سامنے خود اس کی کوئی رائے نہیں ہوتی بلکہ وہ ہر حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی اتباع میں کامیابی کی ضمانت دی اور نبی ﷺ کے سلسلہ میں فرمایا: الَّذِینَ یَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِیَّ الْأُمِّیَّ الَّذِی یَجِدُونَهُ مَکْتُوبًا عِندَهُمْ فِی التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِیلِ یَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَیَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنکَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبَاتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبَائِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِی کَانَتْ عَلَیْهِمْ، فَالَّذِینَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِی أُنزِلَ مَعَهُ، أُولَٰئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (الاعراف 157)

جو لوگ ایسے رسول نبی امی کی اتباع کرتے ہیں جن کو وہ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں (جن کی صفت یہ بھی ہے کہ) وہ ان کو نیک کاموں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو ان کے لئے حلال بتلاتے ہیں (گو وہ پہلی شرائع میں حرام تھیں) اور گندی چیزوں کو (بدستور) ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو (پہلے شرائع میں) بوجھ اور طوق (لدے ہوئے) تھے (یعنی سخت اور شدید احکام جن کا ان کو پابند کیا ہوا تھا) ان کو دور کرتے ہیں (یعنی ایسے سخت احکام ان کی شریعت میں منسوخ ہو جاتے ہیں) سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے (یعنی قرآن) ایسے لوگ پوری طرح فلاح پانے والے ہیں (کہ ابدی عذاب سے نجات پائیں گے (معارف القرآن)

حقوق العباد کی تعیین

اس کے بعد قرآن کریم انسان کی معاشرتی زندگی کے انفرادی واجتماعی ہر پہلو پر بتدریج گفتگو کرتا ہے مثلاً:

حقوق العباد متعین کرنے کے ساتھ یہ بھی بتایا کہ معاشرہ میں حسن معاشرت کا ماحول کس طرح بنایا جاسکتا ہے۔ صبر وتحمل کی قرآن پاک میں متعدد بار تاکید کی گئی۔ نماز کے ساتھ صبر کی بھی تلقین کی گئی، غصہ کی حالت میں اپنے آپ پر قابو پانا تقویٰ کی عمدہ صورت ہے۔ اسی طرح بلند ہمتی، مستقل مزاجی، عفو ودرگزر، عجز و انکساری، قناعت وامانت، دیانت وحسن معاملات غرضیکہ معاشرہ میں افراد کے باہمی تعلقات کو خوشگوار بنانے میں جن اخلاق عالیہ کی ضرورت پڑتی ہے ان کی ہدایت کی گئی۔ عمل وانصاف پر زور دیا گیا۔ تمام انسانوں کی وحدت پر زور دیا گیا۔ مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد اور تنظیم پر خاص طور پر زور دیا گیا کہ ''اللہ کی رسی مضبوط پکڑو اور تفرقہ میں نہ پڑو''۔ سورہ حجرات میں سب انسانوں کو ایک ماں باپ سے پیدا کیے جانے کا ذکر کیا۔ قرآن کا نظریہ وحدت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانیت میں بہ حیثیت انسان تفریق روا نہیں رکھتا گویا انسانیت ایک ناقابل تفریق اکائی ہے۔ مخلوق کو اللہ کا کنبہ سمجھا جائے گا اور کسی کو فرعون یعنی خدا بننے کی اجازت نہیں ہوگی۔ قرآنی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

نقطہ نظر سے ایک مثالی معاشرہ اللہ تعالیٰ کو حقیقی خالق و مالک مان کر اس کی مخلوق میں بہ حیثیتِ انسان کوئی تفریق روا نہیں رکھے گا۔اسی میں بلا امتیاز کُل انسانیت کی ترقی کی وسعت موجود ہوگی، قرآنِ کریم کے مطابق جس معاشرے کا نظریہ تفریقِ انسانیت اور فرقہ واریت پر مبنی ہوگا، وہ غیر مثالی معاشرہ ہوگا۔ چنانچہ سورۃُ القصص میں انسانیت کو فرقوں میں تقسیم کرنے کو سرکش فرعونی نظام و معاشرے کا شیوہ قرار دیتا ہے اور اِس کو زمین میں فساد سے تعبیر کرتا ہے۔سورۃ الرّوم میں بھی اُن لوگوں کی طرح نہ ہونے کا حکم دیا گیا ہے جنھوں نے اپنے دین میں پھوٹ ڈالی اور فرقوں میں بٹ گئے۔گویا اگر معاشرہ انسانیت کی تقسیم پر مبنی ہو، وہ مثالی معاشرہ نہیں کہلاسکتا بلکہ ”تَحۡسَبُهُمۡ جَمِيۡعًا وَّ قُلُوۡبُهُمۡ شَتّٰى“ (تم ان کو اکٹھے سمجھے ہو اور ان کے دل جدا جدا ہیں۔الحشر آیت 14) کے مصداق ایک ہجوم اور بھیڑ کہلائے گی۔پس مثالی معاشرے کا نظریہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور بلا امتیاز کُل انسانیت کی ترقی کا ہوگا اور جس معاشرے میں فرقہ واریت، تفریقِ انسانیت طبقات اور انسانی خدائی کا نظریہ کارفرما ہو، وہ ایک غیر مثالی معاشرے سے تعبیر ہوگا۔اس کے بعد ایک ایک چیز کی نشاندہی کرکے ان کو اپنی زندگی میں اتارنے کا حکم دیا، جیسے:

اگر کوئی خبر لائے تو پہلے اس کی تحقیق کرلو، اگر دو گروہ کے درمیان باہم جھگڑا یا تفریق ہوجائے تو ان کے درمیان انصاف پسند صلح کراؤ، معاشرہ میں کوئی کسی کا مذاق نہ اڑائے، کسی کو برے لقب سے نہ پکارے، دوسروں کے بارے میں بدگمانی نہ کرے، کسی کی غیبت اور چغلی نہ کی جائے، کسی کی جاسوسی نہ کی جائے، دوسروں کے ساتھ بدتمیزی سے پیش نہ آئے، اپنے غصہ پر قابو کیا جائے، دوسروں کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کریں، دوسروں کی غلطیوں کو درگذر کریں، فضول خرچی نہ کریں، ضرورت مندوں کو تلاش کرکے ان کی مدد کریں، مدد کرنے کے بعد احسان نہ جتلائیں ، خیرات کی جائے، غریبوں کو کھانا کھلایا جائے، کسی کا مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ، یتیم کے مال کو نہ کھاؤ، گناہ، فحش و بدکاری کے قریب مت جاؤ، زنا کے قریب بھی مت پھٹکو۔ایسے لوگوں کی مذمت کی جو فاحشات کے مرتکب ہوتے ہیں، حتی کے اس کی نشر و اشاعت کرنے والوں کو بھی سختی کے ساتھ منع کیا گیا، ارشاد فرمایا گیا:

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (النور) "آیت کے الفاظ فحش پھیلانے کی تمام صورتوں پر حاوی ہیں۔ان کا اطلاق عملاً بدکاری کے اڈے قائم کرنے پر بھی ہوتا ہے اور بداخلاقی کی ترغیب دینے والے اور اس کے لیے جذبات کو اکسانے والے قصوں، اشعار، گانوں، تصویروں اور کھیل تماشوں پر بھی۔نیز وہ کلب اور ہوٹل اور دوسرے ادارے بھی ان کی زد میں آجاتے ہیں جن میں رقص اور مخلوط تفریحات کا انتظام کیا جاتا ہے۔قرآن صاف کہہ رہا ہے کہ یہ سب لوگ مجرم ہیں۔صرف آخرت ہی میں نہیں دنیا میں بھی ان کو سزا ملنی چاہیے۔لہٰذا ایک اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ اشاعت فحش کے ان تمام ذرائع و وسائل کا سد باب کرے۔اس کے قانون تعزیرات میں ان تمام افعال کو مستلزم سزا، قابل دست اندازی پولیس ہونا چاہیے جن کو قرآن یہاں پبلک کے خلاف جرائم قرار دے رہا ہے اور فیصلہ کر رہا ہے کہ ان کا ارتکاب کرنے والے سزا کے مستحق ہیں“۔(تفہیم القرآن) اس کے بعد فرمایا گیا اپنی اولاد کو فقر کے ڈر سے قتل نہ کرو، اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو، سود نہ کھاؤ، رشوت نہ لو، رشوت سے متعلق قرآن وحدیث میں سخت مذمت کی گئی ہے۔اگر مقروض مشکل وقت سے گذر رہا ہو تو اسے مزید مہلت دے دیا کرو، وعدہ خلافی نہ کرو، سچ میں جھوٹ نہ ملاؤ، انصاف کے لیے مضبوطی سے کھڑے ہوجاؤ، مہمانوں کی عزت کرو، جنسی بدکاری سے بچو، منافقت سے بچو، بخیل نہ بنو، حسد نہ کرو، ایک دوسرے کو قتل نہ کرو، فریبی کی وکالت نہ کرو، گناہ وزیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو، نیکی پر ایک دوسرے کی مدد کرو، شراب و دیگر منشیات سے بچو، فضول خرچی سے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

پرہیز کرو، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، طہارت قائم رکھو، جس بات کا علم نہ ہو اس پر گفتگو نہ کرو، اجازت کے بغیر کسی کے گھر میں داخل نہ ہو۔ قرآن کریم کی یہ تعلیمات انسان کی روزمرہ کی زندگی کے ہر لمحہ سے متعلق ہیں، اگر کسی شخص کے اندر یہ اخلاقی اقدار پیدا ہو جاتی ہیں، تو قرآن کی نظر میں وہ انسان کامل سمجھا جاتا ہے۔ ایک ایک چیز کی نشاندہی کرنے کے بعد قرآن کریم نے ایک بہت بڑی سماجی برائی کی طرف توجہ دلائی، وہ ہے قومی و نسلی تفاخر، قرآن کریم نے قومی اور نسلی امتیازات پر ضرب لگائی گئی ہے جو دنیا میں عالمگیر فسادات کے موجب ہوتے ہیں۔ قوموں اور قبیلوں اور خاندانوں کا اپنے شرف پر فخر وغرور، اور دوسروں کو اپنے سے کمتر سمجھنا، اور اپنی بڑائی قائم کرنے کے لیے دوسروں کو گرانا، معاشرتی فساد کے اولین محرک ہیں۔ قرآن کریم کی سماجی اصلاحات کا دوسرا سب سے بڑا دائرہ لوگوں کی خاندانی زندگی کا ہے۔ جس کے متعلق ابوعمار زاہد الراشدی لکھتے ہیں:

معاشرتی اور خاندانی زندگی کے تغیرات اور تبدیلیوں کی نوعیت کچھ اس طرح تھی کہ: زندہ درگور کی جانے والی بچی کو زندگی کا حق مل گیا، عورت کا زندگی کا حق تسلیم کیا گیا اور عورت کو زندگی کے حق سے محروم کر دینے کی معاشرتی روایت کا خاتمہ ہو گیا۔ عورت کو وراثت کا حق مل گیا اور اس کی مالی خودمختاری کو تسلیم کر لیا گیا۔ عورت کو رائے کا حق اور اپنے بارے میں فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہو گیا۔ باقاعدہ زندگی بھر کے لیے نکاح کے سوا مرد و عورت کے جنسی تعلق کی وہ تمام صورتیں ممنوع قرار دے دی گئیں تھیں جو اس معاشرہ میں جنسی تعلق کی جائز صورتیں سمجھی جاتی تھیں۔ زنا کو نسب کا سبب تسلیم کرنے سے انکار کر دیا گیا اور زنا کی سنگین سزا مقرر کی گئی۔ تین سے زیادہ طلاقوں کا حق ختم کر دیا گیا اور مسلسل (مرحلہ وار) طلاقیں دیتے ہوئے عورت کو معلق رکھنے کی مکروہ معاشرتی روایات کا خاتمہ کر دیا گیا۔ چار سے زائد شادیوں کی ممانعت کر دی گئی اور جن لوگوں نے اس سے زیادہ شادیاں کر رکھی تھیں ان کی چار سے زائد بیویوں کو ان سے الگ کر دیا گیا۔ لوگ بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم اٹھا کر اسے لمبے عرصے تک لٹکائے رکھتے تھے، قرآن کریم نے حکم دیا کہ ایسی قسم اٹھانے والے خاوند اگر چار ماہ کے اندر رجوع نہیں کریں گے تو نکاح ختم ہو جائے گا۔ لوگ بیوی کو ماں بہن کہہ کر حرام کر لیتے تھے، قرآن کریم نے کہا کہ زبان کے ساتھ کہہ دینے سے کوئی عورت ماں یا بہن نہیں بنتی، البتہ اس قبیح حرکت کا کفارہ دینا ہوگا۔ منہ بولے بیٹے اور دیگر زبانی رشتوں کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا گیا۔ اس طرح خاندانی نظام میں جو تبدیلیاں قرآن کریم اور جناب نبی اکرم ﷺ نے کیں ان کی فہرست بہت طویل ہے جن میں سے چند ایک کا میں نے تذکرہ کیا ہے جن کی وجہ سے خاندانی نظام کا پورا ڈھانچہ تبدیل ہو چکا تھا۔ (روزنامہ اسلام لاہور)

جس معاشرہ کی بنیاد قرآن مجید نے رکھی آج ضرورت ہے کہ اسی بنیاد پر ہم اپنے معاشرہ کو تشکیل دیں۔ انفرادی و اجتماعی سطح پر ہر پہلو کو مرکز توجہ بنائیں، لوگوں کے افکار و نظریات کو اسلامی طرز پر ڈھالیں، اس لیے کہ جب معاشرہ میں رہنے والوں کے معاملات میں ضبط و تحمل، ادب و ایثار، حقوق کا پاس ولحاظ، خیرخواہی و نفع رسانی، اصول پسندی اور منت شناسی کا پہلو غالب ہوگا، تو اس معاشرہ کو اچھا، صالح اور قرآنی معاشرہ کہا جائے گا، کیونکہ ایسے معاشرہ میں لوگوں کے حقوق ادا ہوں گے، امن وسکون ہوگا، اخوت و محبت ہمدردی و غمخواری کا عام ماحول ہوگا۔ مثالی و غیر مثالی معاشرے کے قرآنی نقطہ نظر کو سمجھنے کے بعد بہ حیثیت مسلمان اور بہ حیثیتِ ایک ذمہ دار شہری ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے معاشرے کا جائزہ لیں، جو چیزیں قرآنی معاشرہ کے مخالف ہیں ان کی اصلاح کریں اپنے معاشرہ کو قرآنی معاشرہ کی کسوٹی پر پرکھیں۔ اپنے معاشرتی مسائل کو قرآن کی تعلیمات کے مطابق حل کریں، اِسی میں ہماری دنیوی و اُخروی کامیابی کا راز مضمر ہے۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

مسلم علاقوں کا فوڈ کلچر بمقابلہ تعلیمی ثقافت

محمّد علم اللہ، نئی دہلی

گذشتہ دنوں میٹرو سے سفر کے دوران بیٹھے بیٹھے فیس بک دیکھنے لگا تو کسی دوست کی ایک پوسٹ پر نظر ٹک کر رہ گئی۔ اس کا مفہوم کچھ اس طرح سے تھا:

''مسلم محلوں سے گزرتے ہوئے اکثر مجھے اندلس کے معروف فلسفی ابن رشد (1198-1126) اور ایک عیسائی پادری کے درمیان ہوئے مکالمے کی یاد آجاتی ہے، جسے اپنے شہر پر بڑا فخر تھا، پادری کہہ رہا تھا کہ پورے اندلس میں میرے شہر جیسا کوئی شہر نہیں ہے، جواباً ابن رشد نے یہ کہہ کر اسے لاجواب کر دیا تھا کہ ہمارے شہر میں جب کوئی گویا (گانے والا) مرتا ہے تو اس کے ساز بکنے کے لیے تمہارے شہر (غالباً اشبیلیہ) جاتے ہیں اور جب کوئی عالم، محقق یا دانشور تمہارے شہر میں وفات پاتا ہے تو اس کی کتابیں فروخت ہونے کے لیے ہمارے شہر (قرطبہ) آتی ہیں

یہ ہمارے دورِ عروج کی داستان تھی مگر آج معاملہ بالکل برعکس ہے۔ وہ لوگ (پادری کے وارث) کھانے پینے کے لیے ہمارے محلوں میں آتے ہیں اور ہم (ابن رشد کے وارث) پڑھنے لکھنے کے لیے اُن کے علاقوں میں جاتے ہیں۔ وہ تھی ہمارے عروج کی وجہ اور یہ ہے ہمارے زوال کا سبب۔''

اِس بات میں اگر مبالغہ آرائی نظر آئے تو پرانی دہلی کے اردو بازار کا دورہ کر لیجیے۔ یہاں کبھی کتابوں کی دکانیں ہوا کرتی تھیں مگر اب اس کے بجائے آپ کو ہوٹل زیادہ دیکھنے کو ملیں گے۔ علاقے کے کسی پرانے پڑھے لکھے شخص سے معلوم کر لیجیے کہ جو بازار کتابوں کی دکانوں کے لیے مشہور تھا، وہاں سے کتابوں کی اکثر دکانیں کہاں چلی گئیں۔ صرف پرانی دہلی ہی نہیں آپ کسی بھی بستی میں چلے جائیے۔ لائبریری کا وہ تصور کہ جس میں گشتی لائبریریاں تک شامل تھیں ہمارے معاشرہ سے عنقا ہو چکا ہے۔ راقم الحروف جب بھی کسی مسلم بستی سے گزرتا ہے، اسے وہاں کی لائبریری دیکھنے کا اشتیاق رہتا ہے جو کہ ہمیشہ ایک خواب کی طرح تشنہ تعبیر ثابت ہوا ہے۔ اب تو پرانی لائبریریوں کے بھی بند ہونے کی خبریں ملتی رہتی ہیں۔

ممکن ہے کچھ لوگوں کو یہ عام سی بات معلوم ہو مگر یقیناً یہ سچ ہے کہ آج غیر مسلم علاقوں کے لوگ کھانے پینے سے لطف اندوز ہونے کے لیے مسلم محلوں میں آتے ہیں، جب کہ مسلم علاقوں کے لوگ تعلیم و تعلم کے لیے غیر مسلم علاقوں کا سفر کرتے ہیں۔ یہ تشویش اور فکرمندی کا باعث ہے، کیوں کہ علوم وفنون کی ترقی ہی نے ماضی میں مسلمانوں کو نمایاں مقام تک پہنچنے میں مدد کی تھی، نیز فکری پرواز اور علمی و تحقیقی سرگرمیوں کی اس لہر نے یورپ سمیت دنیا کے کئی خطوں کی نسل کو علم وفن کی نئی بلندیاں سر کرنے کا خوشگوار موقع دیا تھا مگر علم وحکمت اور تحقیق وعمل کی ان روشن قندیلوں کی جگمگاہٹ اب نظر نہیں آتی۔

اس رویہ کے بارے میں سوچ کر میرے ذہن میں مختلف قسم کے خیالات آنے لگے، مجھے اواٹار فلم کا وہ منظر یاد آنے لگا جس کی پہلی قسط میں جیک سلی، ناوی قبیلے سے کہتا ہے کہ میں آپ لوگوں سے سیکھنا چاہتا ہوں۔ نیٹری کی ماں اس سے کہتی ہے کہ جو کپ پہلے سے بھرا ہوا ہو، اس میں اور کچھ نہیں ڈالا جا سکتا ہے۔ دنیا میں جو لوگ بھی یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے پاس سب کچھ پہلے سے موجود ہے، سارا علم ان کے پاس پہلے سے ہے تو پھر وہ آگے بڑھنا چھوڑ دیتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ مسلمانوں نے اپنے بارے میں ایسا ہی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

فرض کر لیا ہے۔ میں ہندوستان کے متعدد شہروں کا دورہ کر چکا ہوں، مجھے چند بستیوں کے علاوہ ایسی بستیاں کم ہی دکھائی دیں جنھیں ہم تعلیم و تعلم کے حوالے سے مثالی کہہ سکیں، ہاں کھانے پینے اور کپڑوں وغیرہ کے تعلق سے ہمارا نام ضرور لیا جا سکتا ہے۔

کہنے والے یہ کہہ سکتے ہیں کہ حکومت مسلم علاقوں میں توجہ نہیں دیتی اور جان بوجھ کر ان کی بستیوں کو نظر انداز کرتی ہے۔ اس میں بھی شک نہیں کہ مسلم علاقوں میں حکومت نے اسکول کالج کم اور تھانے زیادہ قائم کیے، اس میں بہت حد تک سچائی بھی ہے لیکن یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ قوم کا مزاج تعلیم و تعلم کی طرف کم ہی دکھائی دیتا ہے۔ ہندوستان کی چند بستیاں جنھیں انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے اگر انھیں علیحدہ کر دیا جائے تو کوچنگ سینٹرز اور دیگر اہلیتی امتحانات وغیرہ کی تیاری کے لیے مسلم علاقوں میں آپ کو شاید ہی کہیں بیداری نظر آئے گی، خواہ میڈیکل کی تیاری کا معاملہ ہو، انجینئرنگ، ایس ایس سی یا پھر سول سروسز وغیرہ جیسے امتحانات کی تیاری، ایسے ادارے آپ کو غیر مسلم علاقوں میں ہی ملیں گے، آپ نام نکال کر دیکھ لیجیے، نمایاں نام غیر مسلم علاقوں میں ہی ہوں گے۔

دلی کا جامعہ نگر علاقہ ہندستان کے چند پڑھے لکھے علاقوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہاں پر اکثریت مسلمانوں کی ہے مگر اس علاقے میں بھی ڈھنگ کی کوئی عوامی لائبریری نہیں ملے گی، جہاں بچے یا بچیاں سکون سے دیر تک بیٹھ کر پڑھ سکیں، یا کسی مقابلہ جاتی امتحان کی تیاری کر سکیں۔ ان دنوں جامعہ نگر تھانے میں واقع لائبریری کا شہرہ ہے، ہماری بچیاں تھانے کی لائبریری میں پڑھنے جاتی ہیں، اتنے بڑے علاقے کی علمی ضرورتوں کی تکمیل میں یہ لائبریری کس قدر معاون بن سکتی ہے آپ خود سمجھ سکتے ہیں۔

مختلف مقابلہ جاتی پروگرام کی تیاری کے لیے اس وقت ملکی سطح پر جو ادارے شہرت رکھتے ہیں اور جن پر لوگوں کو بہت بھروسہ بھی ہے مثلاً ای ای ٹی اور جے ای مین، آئی آئی ٹی وغیرہ کی تیاری کے لیے چل رہے کوچنگ انسٹی ٹیوٹ آکاش انسٹی ٹیوٹ، ٹاپر، کیریئر پوائنٹ، موشن جے ای ای، آئی آئی ٹی، ریسونس، وابرنٹ کوچنگ انسٹی ٹیوٹ، ایلن کوچنگ انسٹی ٹیوٹ، ٹارگیٹ آئی آئی ٹی، جے ای ای، پی ایم ٹی کوچنگ انسٹی ٹیوٹ، راؤ آئی آئی ٹی اکیڈمی، بنسل کلاسز وغیرہ۔ قابل غور نکتہ یہی ہے کہ ان میں سے کوئی ایک سینٹر مسلمانوں کا نہیں ہے۔ طرفہ تماشا یہ کہ ان میں سے کوئی بھی مسلم علاقے میں نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ اس کی وجہ اور بھی کچھ ہو مگر ایک بات جو بڑی واضح ہو کر سامنے آتی ہے یہ ہے کہ ہم نے اپنے محلوں اور اکثریتی علاقوں کو اس نہج سے فروغ دینے کی کوشش ہی نہیں کی ہے۔

اسی طرح سول سروسیز کی تیاری کے لیے ممتاز اداروں کی فہرست دیکھ لیجیے، کلیئر آئی اے ایس، وژن آئی اے ایس، وجی رام اینڈ روی، فورم آئی اے ایس، شنکر آئی اے ایس اکیڈمی، انسائٹ آئی اے ایس، آئی اے ایس بابا، درشٹی آئی اے ایس، راؤز آئی اے ایس، بائجوس آئی اے ایس وغیرہ میں ایک بھی آپ کو مسلمانوں کے ذریعے مسلم علاقوں میں چلائے جانے والے ادارے نہیں ملیں گے۔

یہی حال اسکولوں اور یونیورسٹیوں کا ہے، علی گڑھ، جامعہ ملیہ اسلامیہ یا ہمدرد یونیورسٹی کو چھوڑ دیجیے تو ڈھنگ کی ہماری کوئی یونیورسٹی نہیں ہے۔ ہمارے یہاں ہر شہر میں بہت سے مدارس موجود ہیں جن کا نام خود اہل مدارس نے جامعہ یعنی یورنیورسٹی رکھا ہوا ہے مگر یہ یونیورسٹیاں اکثر و بیشتر لائبریری سے خالی ہوتی ہیں اور اگر ان میں لائبریری موجود بھی ہو تو وہاں آپ کو عالمیت یا فضیلت کے نصاب سے باہر کوئی کتاب ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گی۔ حالانکہ کچھ بڑے مدارس اور تنظیمیں ایسی ہیں جہاں بڑی بڑی لائبریریاں موجود ہیں اور ان میں بڑی تعداد میں علمی کتابوں کا ذخیرہ بھی ہے، مگر افسوس کہ یہ لائبریریاں صرف ان اوقات میں کھلتی ہیں جب طلبہ اپنی کلاسز میں استاد کے لکچر لینے میں مصروف ہوتے ہیں۔ یہاں اس طرح کا کوئی انتظام کم ہی ملے گا جو کہ طلبہ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کے مسابقتی پروگرام کے لیے معاون ثابت ہو۔

اس نظام کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ علم کا کوئی رسیا اگر کبھی ہماری جامعات میں پیدا ہو بھی جائے تو اُسے کتابوں تک رسائی نہیں ہوتی۔ مسلم سوسائٹی کا یہ ماحول علمی ارتقا کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہے، بھلا وہ قوم جو علم کے تصور سے نا آشنا ہو اس قوم سے کوئی مقابلہ کیسے کرے گی جس کے پاس بڑی لائبریریاں ہوں، کوچنگ سینٹر ہوں، اسکالر شپ دینے والے بے شمار ادارے ہوں اور علم کی روایت کو زندہ رکھنے کے لیے قربانیوں کا بے پناہ جذبہ ہو۔

عالمی طور پر بھی اگر نظر ڈالیں تو تقریباً ہر جگہ مسلمانوں سے متعلق ایسے ہی تشویش ناک حالات ہیں۔ ٹاپ ٹین یونیورسٹیوں میں مسلم ممالک کی کوئی ایک یونیورسٹی نہیں ہوگی۔ عام طور پر تعلیم کے حوالے سے مسلمانوں کے تیئں تشویش ناک خبریں ہی سننے کو ملیں گی۔ گذشتہ دنوں میرے ایک انگریز دوست مائیکل ہنٹ نے مجھے بتایا کہ محمد میں نے تدریس کے پیشے سے توبہ کر لی اور اب میں پڑھاؤں گا نہیں۔ میں نے حیرت سے کہا، آپ نے تو اپنا کاروبار چھوڑ کے بڑے شوق سے تدریس کا پیشہ اختیار کیا تھا تو پھر اچانک اسے چھوڑنے کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی۔ تو اس دوست نے بتایا کہ وہ جس انسٹی ٹیوٹ میں پڑھا رہا تھا، اس میں عرب طلبہ، چوں کہ ان ممالک سے ان کا معاہدہ ہے تو اسکالر شپ اور کچھ ذاتی خرچ پر کثرت سے آتے ہیں۔ مائیکل نے مزید کہا کہ میں نے نوٹ کیا کہ یہ طلبہ عموماً پڑھائی میں توجہ نہیں دیتے، بیشتر کو مال و دولت کا زُعم ہوتا ہے، سیر و تفریح، عیش و مستی ان کا شیوہ ہوتا ہے، پڑھائی لکھائی پر وہ توجہ دینا ہی نہیں چاہتے اور اگر ذرا سرزنش کرو یا کم نمبر دو تو آگ بگولا ہو جاتے ہیں، ان کی حکومتیں اتنی خطیر رقم خرچ کر کے انھیں پڑھنے کے لیے یہاں بھیجتی ہیں، مگر وہ اس کی قدر نہیں کرتے، یہ سب دیکھ کر میرا دل دُکھتا ہے، اسی لیے میں نے اس پیشہ کو ہی ترک کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ مائیکل نے مجھے بتایا اس انسٹی ٹیوٹ میں حالاں کہ چین، کوریا اور دوسری جگہوں سے بھی طلبہ آتے ہیں لیکن ان کے اندر سیکھنے کی جو چاہ ہوتی ہے ویسی عربوں میں نہیں ملتی۔

برطانیہ کا معاملہ بھی کوئی بہت زیادہ خوش کن نہیں ہے۔ 26 مارچ 2023 کے ہندوستان ٹائمز میں پریس ٹرسٹ آف انڈیا (پی ٹی آئی) کی ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے، جس میں برطانیہ کے محکمہ شماریات کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ وہاں کی مذہبی اقلیتوں میں ہندو سب سے زیادہ خوش حال، برسرِ روزگار اور تعلیم یافتہ ہیں۔ بدقسمتی سے مسلمانوں کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔

بہت سے نام نہاد ترقی پسند ان حالات کا ذمہ دار مسلمانوں کی مذہبیت کو قرار دیں گے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی مذہبیت زبانی جمع خرچ کے علاوہ کچھ اور نہیں۔ ایماندارانہ تجزیہ کیا جائے تو مسلمان عملاً مذہب سے بہت دور ہیں، ورنہ جس دین کا ابتدائی حکم ہی 'اقراء' ہو وہ علم دشمن کیسے ہو سکتا تھا۔ جس امت کے نبی ﷺ نے دو بہنوں یا دو بیٹیوں کی اچھی تربیت اور عمدہ پرورش دینے والے کو جنت کی بشارت دی ہو، وہ اپنی بیٹیوں اور بہنوں کے لیے اسکولوں اور مدارس کے دروازے تو کیا مساجد تک کے دروازے بند نہ کرتی۔

آخر ایسا کیوں ہے، ہمیں اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے مسئلہ خود مذہب کا نہیں ہے بلکہ لوگوں کے رویوں اور ذہنیت کا ہے۔ بے شک مسلم علاقوں میں ہوٹلز بھی کھلنے چاہئیں، زندگی کے لیے یہ بھی ضروری ہیں، مگر کوچنگ سینٹر، اسکول اور تھنک ٹینک جیسے ادارے قائم کرنا بھی وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ مسلمان اپنی مادیت پسند خواہشات سے اوپر اٹھ کر اپنی تعلیم پر توجہ دیں، جس سے بالآخر انہیں اور ان کی برادری کو فائدہ پہنچے گا۔ علم کے توسط سے ہی مسلمان مختلف شعبوں میں اپنی شناخت قائم کر سکتے ہیں اور ان رکاوٹوں کو توڑ سکتے ہیں جو ان کی ترقی اور کامیابی کی راہ میں حائل ہیں۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

خبروں کی دنیا

News World

محمد سعد ادریس ولی اللہی

کان پور کے علماء کی طرف سے صدقہ فطر کا اعلان

عیدالفطر سے پہلے شہر کان پور کے معتبر علمائے کرام اور مفتیان عظام پر مشتمل تنظیم کل ہند اسلامک علمی اکیڈمی نے عوام کے لئے صدقۃ الفطر کا اعلان کر دیا، کل ہند اسلامک علمی اکیڈمی کے صدر مفتی اقبال احمد قاسمی، نائب صدر مفتی عبدالرشید قاسمی، جنرل سکریٹری مولانا خلیل احمد مظاہری اور رکن مولانا امین الحق عبداللہ قاسمی نائب صدر جمعیۃ علماء اتر پردیش نے علماء و مفتیان کرام سے مشورہ کے بعد اس کا اعلان کرتے ہوئے بتلایا کہ موجودہ درمیانی رقم کے اعتبار سے آٹے سے 60 روپئے، جو 35 روپے کے اعتبار سے 130 روپئے، کشمش سے 280 روپے فی کلو کے اعتبار سے 980 روپئے، چھوہارے، کھجور اور پنیر سے 300 روپے فی کلو کے اعتبار سے 1050 روپے صدقہ فطر نکالا جائے گا۔ جو اس سے بہتر رقم کی کھجور، کشمش استعمال کرتے ہیں وہ اس اعتبار سے جوڑ لیں۔

مولانا امین الحق عبداللہ قاسمی نے کہا کہ حضور رحمۃ للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد عربی ﷺ نے صدقہ الفطر کے فائدے بتلاتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ روزوں کی کوتاہی کو پورا کرتا اور مساکین کی مدد ہے۔ صدقہ الفطر کے لئے آٹا گیہوں، جو، کھجور چھوہارہ، کشمش اور پنیر معیار ہیں، یہ چیزیں یا ان کی رقم دینے سے صدقہ فطر ادا ہوتا ہے، صدقہ الفطر اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے گیہوں، آٹے سے پونے دو سیر یعنی ایک کلو چھ سو تینتس گرام، اور جو، چھوہارہ کھجور اور کشمش سے سوا تین سیر یعنی تین کلو دو سو چھیاسٹھ گرام، پنیر سے ساڑھے تین سیر یعنی تین کلو دو سو چھیاسٹھ گرام یا ان کی رقم دینا ہر صاحب نصاب پر واجب ہے۔ بیوی اپنا صدقۃ الفطر خود نکالے گی لیکن اگر شوہر اس کی طرف سے نکال دے تو ادا ہو جائے گا۔ مولانا عبداللہ قاسمی نے اہل ثروت و مالداروں سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنے روزہ کو قیمتی بنانے کے ساتھ غریبوں و مساکین کا خاص خیال رکھتے ہوئے چھوہارہ، کھجور اور کشمش سے صدقہ فطر ادا کریں۔ مولانا نے خلیفہ چہارم داماد پیغمبر سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حوالہ سے بتلایا کہ حضرت علیؓ نے اپنے زمانے میں اہل ثروت کو اس پر متوجہ کیا تھا۔

اعلان ملکیت

FARM-IV, RULE-VIII

ماہنامہ ارمغان ولی اللہ پھلت ضلع مظفر نگر (یوپی)

مقام اشاعت: جمعیت شاہ ولی اللہ پھلت ضلع مظفر نگر (یوپی)

مدت اشاعت: ماہنامہ

ایڈیٹر کا نام: وصی سلیمان ندوی

قومیت: ہندوستانی

پتہ: پھلت ضلع مظفر نگر یوپی

پرنٹر پبلشر کا نام: محمد ادریس قریشی

قومیت: ہندوستانی

پتہ: پھلت ضلع مظفر نگر یوپی

مالک: جمعیت شاہ ولی اللہ پھلت ضلع مظفر نگر (یوپی)

میں (محمد ادریس قریشی) تصدیق کرتا ہوں کہ مذکورہ بالا امور میرے علم ویقین کے مطابق صحیح ہیں۔

محمد ادریس قریشی ۲۰۲۴/۳/۱۲ء

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

فقہی مسائل

مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی

اعتکاف رمضان المبارک کی عبادتوں میں ایک اہم ترین عبادت ہے، جو رمضان کے اس مہینہ میں خاص مقام رکھتی ہے جس کا اجر وثواب بھی بہت بڑھا ہوا ہے۔ اعتکاف کہتے ہیں اعتکاف کی نیت کرکے مسجد میں رہنے کو اور سوائے ایسی حاجات ضروریہ کے جو مسجد میں پوری نہ ہوسکیں (جیسے پیشاب، پاخانہ کی ضرورت یا غسل واجب اور وضو کی ضرورت) مسجد سے باہر نہ جانے کو۔ اعتکاف سے متعلق بعض اہم مسائل یہاں پیش کئے جاتے ہیں:

مسئلہ: آخری عشرہ کا اعتکاف کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اعتکاف کی نیت رکھنے والا آدمی رمضان کی ۲۰/ تاریخ کو غروبِ آفتاب سے پہلے مسجد میں چلا جائے اور جب عید کا چاند نظر آجائے تب اعتکاف سے باہر نکلے۔

مسئلہ: رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ یعنی اگر بڑے شہروں کے ہر محلّہ میں، اور چھوٹے دیہات کی پوری بستی میں کوئی بھی آدمی اعتکاف نہ کرے تو سب کے اوپر ترکِ سنت کا وبال ہوگا، اور کوئی ایک بھی محلّہ میں اعتکاف کرلے تو سب کی طرف سے سنت ادا ہوجائے گی۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص بیس رمضان کو سورج غروب ہوتے ہی اعتکاف میں نہ بیٹھ سکا، بلکہ اگلے دن یعنی اکیسویں رمضان سے اعتکاف شروع کرتا ہے تو یہ مسنون اعتکاف نہیں کہلائے گا، بلکہ یہ نفلی اعتکاف شمار ہوگا۔

مسئلہ: جس شخص نے رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا ہو، اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ عید کی نماز ادا کرکے گھر لوٹے، اگرچہ چاند دیکھنے کے بعد بھی گھر جانے کی گنجائش ہے۔

مسئلہ: معتکف وضو کرنے کے لیے مسجد سے باہر نکلے تو اس کے لیے وضو سے پہلے یا اس کے دوران ہی جلدی سے صابن سے ہاتھ، منہ دھو لینے کی گنجائش ہے، البتہ خاص ہاتھ، منہ دھونے کے لیے باہر نکلنا، یا وضو کرنے کے بعد اس کے لیے رکنا جائز نہیں ہوگا، اس سے اعتکاف فاسد ہوجائے گا۔

مسئلہ: اگر معتکف پر غسلِ جنابت واجب ہوجائے تو اس کے لیے مسجد سے باہر نکل کر غسل کرنا ضروری ہے، لیکن صرف گرمی کی وجہ سے یا جمعہ کے غسل کے لیے مسجد سے باہر نکل کر غسل کرنا جائز نہیں ہے، اس سے اعتکاف فاسد ہوجائے گا۔

درج ذیل امور سے واجب اور مسنون اعتکاف فاسد ہوجاتا ہے:

1۔ کسی طبعی یا شرعی عذر کے بغیر مسجد سے باہر نکلنا۔
2-روزہ نہ رکھنا یا روزہ توڑ دینا۔
3۔ حالتِ اعتکاف میں مباشرت کرنا۔
4۔عورت اعتکاف میں ہو تو حیض ونفاس کا جاری ہوجانا۔
5۔ کسی عذر کے باعث اعتکاف گاہ سے باہر نکل کر ضرورت سے زیادہ ٹھہرنا۔

مسئلہ: اعتکاف عبادت کے لئے کیا جاتا ہے اعتکاف کے دوران بالکل خاموش رہنا ضروری نہیں بلکہ مکروہ ہے؛ خیر کی باتیں اور نیکی کے اعمال کرنا چاہیے اور لڑائی جھگڑے اور فضول باتوں سے بچنا چاہیے۔

مسئلہ: اعتکاف میں کوئی خاص عبادت شرط نہیں، نماز، ذکر تلاوت یا دین کی کتابوں کا پڑھنا پڑھانا، یا جس عبادت کا دل

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

چاہے کرتا رہے، سب کی گنجائش ہے۔

مسئلہ: اعتکاف جس مسجد میں کرے اسی میں مکمل کرے وہیں ٹھہرا رہے، البتہ جس مسجد میں اعتکاف کیا گیا ہے، اگر اس میں جمعہ نہیں ہوتا، تو نماز جمعہ کے لیے اندازہ کرکے ایسے وقت مسجد سے نکلے جس میں وہاں پہنچ کر سنتیں ادا کرنے کے بعد خطبہ سن سکے۔ اگر نماز کے بعد کچھ زیادہ دیر جامع مسجد میں لگ جائے، تب بھی اعتکاف میں خلل نہیں آتا۔

مسئلہ: چونکہ اعتکاف کا مقصد دنیاوی امور سے یک سو ہوکر اللہ سے لو لگانا ہے، اس لئے دوران اعتکاف موبائل استعمال کرنے سے بچنا چاہئے، کیونکہ یہ اعتکاف کے مقصد کے حصول میں رکاوٹ ہے، لہٰذا اعتکاف کے دوران موبائل استعمال کرنے سے اگرچہ اعتکاف فاسد نہیں ہوتا، لیکن اس کی روح اور مقصد ضائع ہوجاتا ہے، اس لیے معتکف کو (خواہ مرد ہو یا خاتون) چاہیے کہ وہ اس پوری طرح اجتناب کرے، اگر جائز ضرورت ہو تو موبائل استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔

مسئلہ: دوران اعتکاف اگر کوئی چیز خریدنے کی واقعی ضرورت ہو اور اس کے علاوہ انتظام نہ ہوسکتا ہو، تو فون پر کوئی چیز خریدنے کی بھی گنجائش ہوگی۔

مسئلہ: سنت اعتکاف کے دوران معتکف کے لیے واجب غسل کے علاوہ، گرمی کی وجہ سے ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے غسل کے واسطے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں۔

مسئلہ: اگر معتکف ٹھنڈک کے لیے غسل کرنے چلا گیا تو مسجد سے باہر نکلتے ہی اعتکاف فاسد ہوجائے گا اور اس کے بدلہ میں ایک دن ایک رات اعتکاف کی قضا روزہ کی ادائیگی کے ساتھ کرنا لازم ہوگا۔

مسئلہ: اعتکاف کے دوران صرف گرمی کی وجہ سے غسل کے لیے مسجد سے باہر جانے سے اجتناب کرے، البتہ جواز کی صورت یہ ہے کہ اگر قضائے حاجت (پاخانہ، پیشاب) کے لیے جائے اور بیت الخلاء میں نہانے کا انتظام بھی ہو تو بول و براز سے فارغ ہوکر جلدی جلدی اپنے اوپر پانی ڈال دے یا شاور لے لے یا کسی غیر معتکف سے تولیہ وغیرہ گیلا کروا کر اپنے بدن پر مل لے۔

مسئلہ: اعتکاف میں انٹرنیٹ اور واٹس ایپ استعمال کرنے سے ممکنہ حد تک بچے؛ کیوں کہ اس میں جان دار کی تصاویر سے بچنا بہت مشکل بلکہ تقریباً ناممکن ہے، اس سے مسجد کی بے ادبی کے ساتھ ساتھ اعتکاف کے دوران گناہ بھی ہوگا، لیکن اگر کسی شخص نے اعتکاف کے دوران واٹس ایپ استعمال کیا تو اس کا اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔ البتہ اگر اس دوران جان دار کی تصاویر یا ویڈیو دیکھی ہوں تو توبہ واستغفار کرے۔

مسئلہ: سنت اعتکاف ٹوٹنے کی صورت میں ایک دن ایک رات کی قضا لازم ہوتی ہے، لہٰذا اگر کسی شخص نے مسنون اعتکاف شروع کیا اور شدتِ تکلیف کی وجہ سے گھر چلا گیا تو اس کا اعتکاف فاسد ہو جائے گا، اسے چاہیے کہ ایک دن اور ایک رات اس اعتکاف کی قضا کر لے۔

مسئلہ: اعتکاف کی قضاء کا طریقہ یہ ہے کہ ایک دن، رات روزے کے ساتھ مسجد میں اعتکاف کرے، خواہ رمضان میں کرے یا رمضان کے بعد، یعنی غروبِ آفتاب سے پہلے مسجد چلا جائے اور اگلے دن روزہ رکھے اور پھر غروبِ آفتاب کے بعد واپس آجائے، عورت گھر میں نماز کی جگہ پر اعتکاف کرلے۔

مسئلہ: عید الفطر کے دن اور ایامِ تشریق (10 تا 13 ذوالحجہ) میں اعتکاف کی قضا نہیں ہوسکتی ہے، اس لئے کہ ان پانچ دنوں میں روزہ رکھنا شرعاً ممنوع ہے۔

مسئلہ: اگر جان بوجھ کر بلا کسی عذر کے اعتکاف توڑ دیا تو اس کی وجہ سے معتکف گناہ گار ہوگا، اس پر توبہ استغفار کرنا لازم ہے، اور اگر کسی عذر مثلاً کسی سخت بیماری یا تکلیف کی بنا پر اعتکاف توڑا تو قضا لازم ہے، البتہ گناہ نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کتاب نما

نام کتاب : آئینۂ حج مبرور

مصنف : جناب ڈاکٹر نثار احمد بٹ ترالی

صفحات : 452 **قیمت :** =/600روپے

ملنے کا پتہ : مکتبہ اخلاص، اخلاص بلڈنگ، صدر بازار، ترال (کشمیر) فون: 01933-250831

جنت نظیر کشمیر سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر نثار احمد بٹ ترالی اس دور کے اُن خوش نصیب افراد میں شامل ہیں جن کے فیض کا دائرہ ہمہ جہت اور دور تک پھیلا ہوا ہے۔ مسلسل طبی خدمات کے علاوہ وہ مدرسہ ومکتب کی خدمات سے بھی وابستہ ہیں، اسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انھیں ذہن رسا اور فکر ارجمند عطا فرمائی ہے، جس کے ذریعہ وہ ان باتوفیق اصحاب قلم میں شمار کئے جاتے ہیں جن کی قلمی کاوشوں کو قبول عام اور بقائے دوام کی سند حاصل ہوئی ہے۔ اس سے قبل مختلف اہم اور ضروری موضوعات پر ان کی چالیس کے قریب تصنیفات منظر عام پر آچکی ہیں۔

ابھی حال میں ان کی یہ تازہ ترین ضخیم کتاب ''آئینہ حج مبرور'' کے نام سے منظر عام پر آئی ہے، جس کی تحقیق، ترتیب و تدوین کا سہرا ڈاکٹر نثار احمد بٹ ترالی کے سر ہے۔ یہ کتاب حج وعمرہ کی قدم بہ قدم رہنمائی کے لئے شاید اُردو میں اب تک کی سب سے بڑی اور جامع کتاب کی حیثیت رکھتی ہے، اس میں حج کی ادائیگی کے سلسلہ میں آسان اور مؤثر زبان میں تفصیل کے ساتھ گفتگو کی گئی ہے، اور ضرورت کی ہر چیز کو پیش کیا گیا ہے، ڈاکٹر صاحب کے اسلوب میں پہلے سے دل کشی و رعنائی، اور تاثیر کی گرمی پائی جاتی ہے، حج وزیارت کے اس عاشقانہ موضوع نے ان کے قلم میں مزید رنگینی اور دل کشی پیدا کردی ہے۔ کتاب میں حج کے ہر مرحلہ کو بڑی سادگی اور پرکاری کے ساتھ اس طرح پیش کیا گیا ہے، کہ اس کتاب پر ایک گائڈ سے زیادہ ایک رفیق سفر کا گمان ہوتا ہے۔ حج وعمرہ کے سفر سے پہلے اگر عازم اس کے طریق ادائیگی سے واقف نہ ہو، تو قدم قدم پر دشواری اور محرومی کا احساس ہوتا ہے، اور اسے کہنا پڑتا ہے کہ ''یہ حسرت رہ گئی پہلے سے حج کرنا نہ سیکھا تھا'' یہ کتاب بطور خاص اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے تحریر کی گئی ہے۔ یہ کتاب ڈاکٹر نثار احمد بٹ ترالی کی 10 سال کی اَن تھک محنت کا نتیجہ ہے، جس میں 92 رنگین صفحات پر ۲۲۵ رنگین تصویریں ہیں ان میں بہت سی تصویریں مقامات مقدسہ سے تعلق رکھتی ہیں اور قلب ونظر کو روحانی غذا فراہم کرتی ہیں، اور ایک بڑی تعداد ان تصویروں کی ہے جن کے ذریعہ مناسک حج کی ادائیگی کو آسان کر کے سمجھایا گیا ہے، ان تصاویر میں قابل ذکر یہ ہیں: حج ہاوس سرینگر، ایمیگریشن، بائیومیٹری، جدّہ ائیر پورٹ، حدود حرم، میقات یلملم، میقات مسجد عائشہ، میقات مسجد جعرانہ، میقات ذو الحلیفہ، کعبہ کا اندرونی منظر، کعبہ کی چھت، رکن عراقی، میزاب رحمت، کعبہ کا دروازہ، رکن شامی، ملتزم، مسجد الحرام، مروہ کے باہر، مسجد الحرام، 100 ممالک کا کعبہ کی طرف رُخ، مسجد حرام میں گراونڈ فلور کے اہم دروازے، حجر اسود، حجر اسود کے 9 ٹکڑے، کعبہ سے 21 میٹر کی دوری پر زم زم کا کنواں، منیٰ میں جمرات کی بلڈنگ، مسجد نبوی، مزار بقیع، چھتریوں اور صحن میں واش رومز کا منظر، ریاض الجنتہ اور اس میں ستونوں کا نقشہ وغیرہ۔

کتاب کی اہمیت کا صحیح اندازہ اس کے مطالعہ سے ہی کیا جاسکتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک بیش قیمت، مفید اور کارآمد کتاب ہے جس سے عازمین کے علاوہ عام قارئین بھی استفادہ کرسکتے ہیں، اور قلب وروح کی غذا حاصل کرسکتے ہیں۔ اس لئے تمام اہل دل مسلمانوں سے اس کے مطالعہ کی سفارش کی جاتی ہے

تعارف : محمد حنیف قاسمی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

آخری صفحہ

پھر پوری زندگی عید ہی عید رہے گی

دونوں بہت پیار محبت سے رہ رہے تھے۔ اچانک میاں بیوی میں اتنی لڑائی ہوگئی کہ بات بڑھتے بڑھتے عدالت تک جا پہنچی۔ دونوں نے اپنے اپنے وکیل مقرر کیے ہوئے تھے۔ بات طلاق تک پہنچی تو جج صاحب نے دونوں کو عدالت کے کٹہرے میں بلایا اور دونوں کے درمیان لڑائی کی وجہ پوچھی۔

دونوں نے جو ایک دوسرے کی شکل دیکھنا بھی گوارا نہیں کر رہے تھے، غصے میں ایک دوسرے کی برائیاں کرنا شروع کر دیں، جب دونوں اپنے دل کی بھڑاس مکمل طور پر نکال چکے تو جج صاحب نے کہا تم دونوں دس سال سے ساتھ تھے۔ ایک دوسرے کو پسند نہ کرتے ہوتے تو اتنا عرصہ ساتھ نہ رہ سکتے ، یقیناً ایک دوسرے میں کچھ تو خوبیاں بھی ہوں گی، چلو اب ایک دوسرے کی کچھ خوبیاں بیان کردو۔

دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کی شکل غصے سے دیکھتے رہے اور چپ رہے۔ جج صاحب سمجھ گئے کہ ایک دوسرے کی بے شمار برائیاں گنوانے کے بعد اب دونوں ایک دوسرے کی خوبیاں بیان کرتے شرم محسوس کر رہے ہیں۔ جج صاحب نے دونوں کے وکیلوں سے کہا کہ دونوں کو ایک ایک کاغذ دیا جائے تاکہ دونوں ایک دوسرے کی کچھ خوبیاں لکھ سکیں۔

کاغذ پکڑتے ہی شوہر نے بیوی کی خوبیاں لکھنا شروع کر دیں، بیوی نے شوہر کو تیز تیز لکھتے دیکھا تو وہ بھی شروع ہوگئی۔ جب دونوں لکھ چکے تو جج صاحب نے دونوں کے وکیلوں کو کہا کہ دونوں میاں بیوی سے ان کا کاغذ لے کر شوہر کو بیوی کا اور بیوی کو شوہر کا کاغذ پڑھنے کو دیا جائے۔ دونوں نے ایک دوسرے کا کاغذ پکڑا اور اپنے بارے میں لکھی خوبیوں کو پڑھنا شروع کیا۔ تو جیسے جیسے دونوں پڑھتے گئے، دونوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے دونوں کے شکوے اور شکایتیں آنسوؤں میں بہہ گئیں اور صلح ہوگئی۔ جج صاحب نے اپنی ذمہ داری پوری کی اور میاں بیوی میں مثبت سوچ پیدا کر کے ایک گھر ٹوٹنے سے بچالیا۔

ہمارے معاشرے میں اکثر میاں بیوی کی لڑائی ہو جائے تو رشتے دار اور جاننے والے اس کو مزید بھڑکاتے ہیں اور جب دونوں کا تعلق ختم ہو جاتا ہے، تو پھر افسوس کرتے ہیں کہ بہت برا ہوا۔ شوہر بیوی کا رشتہ تو یقیناً انسانی سماج کی بنیاد ہے، کہ سارے رشتے اسی رشتے سے نکلتے ہیں، مگر صرف ایک میاں بیوی کے رشتے کے لئے ہی نہیں انسان کی زندگی کے ہر موڑ پر، اور آخری درجے میں ناسازگار حالات میں جب آدمی مسائل و مشکلات اور چاروں طرف سے الجھنوں میں اپنے کو بے بس سمجھ کر ناامید ہو جاتا ہے، ان آخری درجہ میں ناخوشگوار اور ناسازگارترین حالات میں بھی، اگر انسان مثبت سوچ کے ساتھ خیر اور امید کے پہلوؤں کو تلاش کر کے، ساری ماؤں کو مامتا دینے والے رب کے انعامات کی فہرست بنانے لگے، تو ہر لمحہ کریم رب کی عطا کی ہوئی اس خوب صورت زندگی میں بے بہا لاتعداد نعمتوں کے سامنے پریشانیاں، مسائل، الجھنیں اور مشکلات پاسنگ اور حاشیے میں آجائیں گی۔

سچی بات یہ ہے کہ انسان کی فکر اگر مثبت ہو جائے اور آدمی زندگی میں خیر تلاش کرنے کا عادی ہو جائے، تو پھر اس کی زندگی کا ہر دن عید کا دن ہو جائے۔

آیئے! اس بار عید سے پہلے ہم اپنی زندگی میں روزانہ نعمتوں کو شمار کر کے فہرست بنانے کی کوشش کریں اور پھر زندگی کے ہر دن کو عید کا دن بنانے کا مزہ لیں۔

کسی کا ٹوٹا ہوا گھر بسائیں، لوگوں کے شکستہ دلوں کو جوڑ دیں ،آپس میں محبت پھیلائیں۔ یقین کیجیے آپ ہمیشہ خوش رہیں گے اور پھر پوری زندگی عید ہی عید رہے گی۔

مولانا محمّد کلیم صدیقی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371